انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا

الحمد للہ کہ

مباحثہ متعلقہ

اہل بیت

مابین مولوی سید علی عباس صاحب مدرس علیگڈہ کالج اور ڈاکٹر محمد اشرف خان صاحب علیگڑھی

جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اہل بیت کی تحقیق کیگئی

بفرمائش منیجر صاحب اخبار اہلحدیث

امرتسر
روز بازار الیکٹرک پریس ہال بازار امرتسر میں
شیخ عبدالعزیز پرنٹر کے اہتمام سے طبع ہوا

ہفتہ وار اخبار

اہلحدیث امرتسر

یہ اخبار کیا ہے مجمع البحرین ہے یعنی دین و دنیا کا مجموعہ ۱۸×۲۲ کے ۱۶ بڑے صفحوں پر ہفتہ وار ہر جمعہ کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے جسمیں علمی مذہبی۔ اخلاقی اور تاریخی مضامین چھپنے کے علاوہ متفرق سوال و جواب دینی فتوے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ اور ایک دو صفحوں پر دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی شرک و بدعت کا دشمن مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام دیتا ہے اور دنیا بھر کی چیدہ چیدہ خبریں بتلانیوالا ہے **قیمت** سالانہ چار روپے للعہ نمونہ کا پرچہ ۱/ کے ٹکٹ آنیپر روانہ ہوتا ہے

خادم المسلمین:

منیجر اخبار اہلحدیث امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی النبی وآلہ وصحبہ اجمعین

دیباچہ

اخبار اہلحدیث امرتسر میں شیعوں کے متعلق عموماً مضامین نکلتے رہتے ہیں ایک مضمون اہلبیت کے متعلق نکلا تھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ آیت کریمہ متعلق اہلبیت سے مراد ازواج نبی ہیں۔ اسکے جواب میں ایک شیعہ عالم (سید علی عباس صاحب ایم اے مدرس علیگڈہ کالج) کا ایک مراسلہ ۱۵۔ مارچ ۱۹۱۲ کے پرچہ اہلحدیث میں چھپا۔ اوسکا جواب از ڈاکٹر محمد اشرف خاں صاحب علیگڈہ ہی ۲۹ مارچ ۱۹۱۲ کے اہلحدیث میں نکلا۔ اوس کے جواب میں مع جواب الجواب چار مضمون آئے تو خیال ہوا کہ دونوں صاحبوں کی محنت کی قدر کرنی چاہیے اخبار میں مضامین گو جلدی اور دور دور تک شائع ہو جاتے ہیں۔ لیکن دیرپا نہیں ہوتے۔ ان مضامین کو رسالہ کی صورت میں شائع کیا جائے تو بہتر ہو۔ چنانچہ باجازت وصواب دید جناب ڈاکٹر محمد اشرف خانصاحب چاروں مضامین اس رسالہ میں درج کئے گئے۔

ناظرین سے امید ہے مضمون نگاروں کی محنت کی داد دیتے ہوئے دونوں کے حق میں دعاء خیر کریں گے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

خاکسار
منیجر اہلحدیث
امرتسر
۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ
۱۳ جنوری ۱۹۱۳ء

۱ از جناب مولوی سید علی عباس صاحب

میں نہایت خلوص سے کل ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ حدیث متفق علیہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا ابداً و انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ میں اہلبیت سے مراد ازواج نبی قطعاً نہیں ازواج نبی یقیناً امہات المومنین ہیں اور اگر اہلبیت کے لفظی معنے لئے جاویں اور ظاہری عنوان سے دیکھا جائے تو ازواج نبی بھی اہلبیت میں شامل ہیں اور نبی کے گھر کے سب لوگ مثل فرزند و دختر اہلبیت ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں اہل البیت کا لفظ حضرت ابراہیم پیغمبر کی بیوی کیلئے آچکا ہے۔ لیکن اہل بیت جن کے تمسک کا جناب رسول کریم حکم فرما گئے ہیں۔ وہی حضرات ہیں جنکے اسمائے گرامی تصریح کیساتھ احادیث معتبرہ اہلسنت والجماعت و اہل تشیع والوں میں درج ہو چکے۔ اس حدیث ثقلین متفق علیہ میں جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کرتا حضرت رسول کریم ص کی مراد اہلبیت سے مراد وہی حضرات ہیں جنکی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی جنکو اللہ تعالیٰ نے ہر عیب ہر گناہ ہر رجس سے بری کر کے معصوم بنا دیا ہے۔ اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ حضرت رسولکریم ص نے اپنی امت کو قرآن کیساتھ جن لوگوں کی پیروی کرنیکا حکم فرمایا۔ وہ خود ہر عیب ہر گناہ ہر رجس سے پاک یعنی معصوم ہوں۔ حضرت امام احمد حنبل رح اہل السنت والجماعت کے چار مشہور اماموں میں سے ایک نہایت جلیل القدر امام ہیں۔ اونکی مسند ایک نہایت ہی معتبر اور مستند کتاب ہے۔ اسمیں حضرت ام سلمہ رض (زوجہ نبی ص) سے حدیث آیہ تطہیر کے نزول کے بارہ میں ہے۔ ملاحظہ فرمائی جاوے۔ تو اہل سنت کے معنے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ اس حدیث کو اسقدر اسوقت میں نے نہیں دیکھا جبکہ وہ عترتی اہلبیتی کی صریحی والا مضمون پڑھ چکا۔ یہ حدیث مسند احمد حنبل میں اسطرح صاف صاف بالتصریح درج ہے کہ تسلی ہو جاتی ہے میں نے اسقدر یہ حدیث اپنے کرمفرما ڈاکٹر اشرف خان صاحب کو بھی دکھا دی ہے۔ اور جو صاحب چاہیں مسند احمد حنبل میں دیکھ سکتے ہیں حضرت رسولکریم صم

نزول آیہ تطہیر کے وقت حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے ۔ اونہوں نے حضرت
علی و فاطمہ حسن حسین علیہ السلام کو ایک چادر میں لیا ہیں آیہ تطہیر انما یرید
اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ نازل ہوئی تب حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا :۔
اللھم ھؤلاء اہلبیتی و خاصتی (خداوندا میری اہلبیت اور خاص اہلبیت یہی ہیں)
حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے چاہا اس چادر میں داخل ہوں ۔ اسلیئے
حضرت رسولؐ سے اجازت چاہی ۔ حضرتؐ نے چادر میں داخل ہونیکی اجازت
نہ دی ۔ بلکہ فرمایا انک علی خیر (تو نیک ہے) اس حدیث ام سلمہ سے بالکل واضح
ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ ان اہلبیت میں داخل نہیں کیگئیں جنکے لیئے حضرت
رسولؐ نے امت سے فرمایا انی تارک فیکم الثقلین الخ (میں تم میں دو بزرگ
اور عظیم الشان چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ۔ اگر تم ان دونوں سے ملے رہوگے
اور اونکی پیروی کروگے ۔ تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے الخ) وہ اہلبیت وہی ہیں جو
چادر کے اندر تھے ۔ اب رہا یہ امر ہمارے بھائی اہلسنت کہتے ہیں (گو اکثر اسکے
خلاف ہیں) کہ آیہ تطہیر صرف ازواج نبیؐ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور وہ
گناہوں اور عیبوں سے پاک پہلے ہی ہو چکیں ۔ پھر حضرت ام سلمہؓ کو اگر چادر
میں نہ لیا تو کیا ہوا ۔ یہ شبہ ان کا اسی حدیث مسند احمد حنبل سے رفع ہوا جاتا ہے
جب حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا ھؤلاء اہلبیتی و خاصتی (میری اہلبیت
اور خاص اہلبیت تو یہ ہیں) جنمیں حضرت ام سلمہؓ تک شامل نہ کیگئیں ۔ تو پھر
ان کے سوا اور کون داخل ہو سکتا ہے ۔ حضرت رسولؐ نے تو اپنی طرف سے
کوئی بات شبہ کی نہیں چھوڑی ۔ چادر میں لیکر علیحدہ کرکے فرمادیا ۔ ھؤلاء
اہلبیتی و خاصتی ہیں وہی اہلبیت ہیں اور بس ۔ ہاں اگر کوئی صاحب ثابت
کریں کہ کبھی حضرتؐ نے اپنے ازواج مطہرات کی نسبت بھی ایسا فرمایا ہو کہ
میری اہلبیت یہ ہیں جن سے خدا ہر رجس کو دور کرتا ہے ۔ تو اس کے تسلیم کرنے
میں کس مسلمان کو کلام ہو سکتا ہے ۔ فرقہ شیعہ کی کل کتب میں اور فرقہ اہلسنت

کی اکثر معتبر اور مستند کتابیں ثابت کرتی ہیں کہ آیۂ تطہیر حضرت علی۔ فاطمہ حسن و حسین علیہم السلام کے شان میں نازل ہوئی۔ جسطرح شیعہ اپنے دعویٰ کا ثبوت اپنے بھائی اہلسنت کی معتبر او رمستند کتابوں سے دے رہے ہیں۔ اسی طرح اہلسنت کو اپنے دعوے کا اثبات اپنے بھائی شیعوں کی معتبر کتابوں سے ضروری ہے مسٹر محمد صادق صاحب نے اپنے خیال میں تو جلاء العیون اور تفسیر مجمع البیان سے ازواج مطہرات کا اہلبیت ہونا ثابت کیا۔ مگر جلاء العیون اور تفسیر مجمع البیان میں کہیں بھی کوئی عبارت ایسی نہیں۔ جس سے معلوم ہو کہ حضرت رسول ص نے اپنی ازواج مطہرات کو ان اہلبیت میں داخل فرمایا ہو جن سے تمسک کرنیکا حکم ہو۔ حضرت ام سلمہؓ کو کون مسلمان قابل تعظیم اور نیک بی بی نہ جانتا ہوگا۔ لیکن اُن کو حضرت نے اہلبیت میں شامل نہ فرمایا صحیح ترمذی شریف میں ہے اور اسکی مثل مسند احمد حنبل میں حضرت ام سلمہؓ سے حدیث نقل ہے اسمیں لکھا ہے حضرت رسول کریم ص نے ھٰؤلاء اھلبیتی و خاصتی فرمایا۔ اور جب حضرت ام سلمہؓ نے چادر میں داخل ہونیکی اجازت چاہی تو فرمایا قفی علی مکانک انک الی خیر (حدیث حسن و صحیح ہے) اگر ازواج نبی ص پہلے سے ہی ہر رجس سے پاک تھیں تو حضرت رسول ص نے چادر میں داخل ہونے سے منع کیوں فرمایا۔ چادر میں لے لیتے تو قند مکرر ہو جاتا۔ نہیں تو حضرت علیؓ کا قفی علی مکانک انک الی خیر سے مطلب یہ تھا۔ کہ تو اپنے درجہ اور مقام پر ہے اور یقیناً تو نیکی کی طرف ہے لیکن میری اہلبیت اور خاص اہلبیت یہ ہیں انمیں تو شامل نہیں ہے۔ جن سے ہر رجس کو دور کرکے ان کو معصوم بنایا ہے علاوہ اسکے اس آیۂ تطہیر کے نازل ہونیکا وقت تو حضرت ام سلمہؓ نے بتایا کہ جسوقت حضرت رسول ص میرے گھر میں تھے اور حضرت علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ کو انہوں نے چادر میں لیا۔ اسوقت نازل ہوئی۔ پھر اس سے پہلے ازواج مطہرات کس ترکیب سے ہر رجس سے پاک ہو گئیں اور انکی شان میں یہ آیۂ کیونکر نازل ہو گئی؟

ان احادیث سے قطع نظر کرکے صحیح مسلم شریف کے باب ۲۳۳ فی آیۂ تطہیر کو ملاحظہ فرمایئے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اہلبیت سے مراد صرف یہی حضرات علی و فاطمہ حسن و حسین ہیں۔ حضرت رسول کریمؐ نزول آیۂ مباہلہ کے وقت جب مباہلہ کے لئے باہر تشریف لائے تو یہی فرمایا کہ خداوندا ہر نبی کی اہلبیت ہوتی ہیں اور میری اہلبیت یہ ہیں۔ کتب معتبرہ اہلسنت سے ثابت ہے کہ مباہلہ کیوقت حضرت رسول کریمؐ حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کو لیگئے تھے۔ ازواج مطہرات سے کوئی بھی نہ تھیں پس حضرت کا یہ فرمانا۔ "خداوندا ہر نبی کی اہلبیت ہوتی ہیں اور میرے اہلبیت یہ ہیں" ثابت کرتا ہے کہ سوائے انکے نہیں ہیں۔ علاوہ اس کے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت رسول کو اسکا علم تھا۔ کہ میرے بعد لوگوں میں اختلاف واقع ہوگا۔ اور لوگ سمجھینگے کہ قرآن میں حضرت ابراہیم پیغمبر کی بیوی کے لئے اہل البیت آیا ہے پس حضرت رسول کریمؐ کے بھی اہلبیت جن کے تمسک کا حکم آیا ہے۔ ازواج نبی ہی ہیں۔ اسلئے حضرت رسول کریمؐ نے تصریحاً فرمادیا کہ خداوندا ہر نبی کی اہلبیت ہوتی ہیں۔ اور میری اہل بیت یہ ہیں۔ تاکہ ظاہر ہو جائے کہ یہ کوئی ضروری اور لازمی بات نہیں کہ ازواج نبی کو اہلبیت مانا جائے پھر حضرت ابراہیم کی بیوی کی نسبت جو اہل البیت کا لفظ آیا ہے۔ وہاں اہل بیت کو ہر رجس اور عیب سے دور نہیں کیا گیا ہے ہمارے نبی کے ہی اہلبیت کے لئے آیۂ تطہیر نازل ہوئی۔ اور وہی ہر عیب و رجس سے پاک کی گئی ہے۔ پس حضرت رسول کریمؐ کے لئے ضروری بات تھی۔ کہ آگاہ فرمائے۔ کہ جن نفوس قدسیہ سے ہر رجس اور عیب دور ہوا۔ اور وہ معصوم بنائے گئے۔ وہ خاص اہلبیت یہ ہیں تاکہ لوگوں کو شبہ نہ واقع ہو شیعوں کو صحیح مسلم صحیح ترمذی اور مسند احمد حنبل کی معتبر احادیث پیش کرنے کے بعد دوسرے ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔[۱] اگرچہ وہ اور احادیث بھی پیش کر سکتے ہیں

[۱] کاشفہ ۱۱۰ کتب [illegible] [illegible] کا صفحہ ۲۴ [illegible] ۱ صفحہ

لیکن مندرجہ بالا کتب سے بڑھکر نہیں جنکو ہمارے بھائی اہلسنت تسلیم کریں۔ امید ہے کہ ہمارے بھائی اہلسنت ہی ایسی شیعوں کی معتبر کتب سے مستند احادیث پیش کر کے اپنے دعویٰ کا ثبوت دیں جنمیں حضرت رسول کریم صلعم نے اپنی ازواج مطہرات کو اہلبیت میں داخل کیا ہو کہ وہی حضرات خاص اہلبیت ہیں جن کے نام تصریح کیساتھ کتب اہلسنت میں درج ہیں۔ شیعوں کا ازواج مطہرات کو اہلبیت میں شامل نہ کرنا سخت غلطی نہیں بلکہ حضرت رسول کریم صلعم کے ارشاد کی پوری پوری تعمیل ہے۔ والسلام۔ (راقم سید علی عباس از علیگڈھ کالج)

اسکا جواب

از ڈاکٹر اشرف خانصاحب علیگڈھ

مصدر عنایت جناب سید علی عباس صاحب دام عنایتکم السلام علیکم آپکا یہ فرمانا کہ ہیں نے مسند امام احمد حنبل میں حدیث ام سلمہؓ ڈاکٹر محمد اشرف خان کو دکھلادی ہے۔ بیشک صحیح ہے۔ لیکن اس حدیث سے آنجناب کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اہلبیت سے مراد ازواج نبی قطعاً نہیں غلط ہے۔ کیونکہ مسند امام احمد بن حنبل کی حدیث جسکے الفاظ درج ذیل ہیں اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں چنانچہ ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر میں تھے کہ اُنکے پاس فاطمہ آئیں۔ پیالہ لیکر کہ اسمیں کھانا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلالو اپنے خاوند اور لڑکوں کو ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ آگئے علی اور حسن اور حسین اور سب پاس بیٹھ گئے اور کھانے لگے۔ اسی کھانے میں سے اور آپ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے بچھونے پر جو چبوترہ پر تھا۔ اس کے نیچے آنکی خیبر کی چادر تھی ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نماز پڑھ رہی تھی حجرہ میں کہ اتری یہ آیت:۔ (انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا) ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ لے لیا چادر کا حصہ اور ڈھانک لیا انکو اس چادر سے۔ پھر نکالا اپنے ہاتھ کو اور بڑھایا آسمان کیطرف اور فرمایا کہ اے خدا یہ میرے اہلبیت ہیں

میرے خاص ہیں ان سے نجاست دور کر دے اور انہیں پاک کر دے۔ ام سلمہ رضہ کہتی ہیں کہ میں نے داخل کیا اپنے سر کو اور کہا کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں اے رسول اللہ صلعم فرمایا آپ نے تو بھلائی کی طرف ہے تو بھلائی کی طرف ہے۔

اب جناب خود ہی غور فرما سکتے ہیں کہ نزول آیت کے بعد آپ نے حضرت علی اور فاطمہ اور حضرت حسن و حسین کو چادر سے ڈھانک لیا تھا اور دعا کی تھی کہ یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں اور خاص ہیں ان سے نجاست دور کر دے۔ اور پاک کر دے۔ اگر یہ آیت انہیں کی شان میں نازل ہو چکی تھی تو پھر پاک ہو جانے اور نجاست دور ہو جانے کے لئے بار بار دعا مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن نزول آیت کے بعد دعا مانگنا اسی امر پر مبنی تھا کہ شاید اللہ تعالےٰ آپ کے دعا مانگنے پر اُن لوگوں کو بھی نجاست سے پاک کر دے۔ اسی واسطے آپ نے پاک ہونے کی دعا فرمائی۔ اور ام سلمہ رضہ کو ان کے اصرار پر بھی دعا میں شامل نہیں فرمایا۔ اگر وہ بھی اللہ تعالےٰ کے اس انعام سے محروم ہوتیں۔ تو یقیناً آپ اونکو بھی دعا میں شامل فرماتے چنانچہ ترمذی شریف میں جو ام سلمہ رضہ سے روایت ہے۔ اس کے الفاظ سے اور بھی واضح طور پر اس امر کی تشریح ہوتی ہے کہ بعد نازل ہونے آیت ہی کے آپ نے فاطمہ علی حسن حسین رضی اللہ عنہم کے لئے دعا فرمائی۔ اور ام سلمہ رضہ سے کہدیا کہ (اَنْتِ عَلٰی مَکَانِکِ وَاَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ) یعنی تم اپنے مرتبہ پر ہو اور تم بہتر ہو۔ پس یہ بھی دعا میں اسوقت شامل کیجاتیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے رجس کو دور نہ کیا ہوتا علاوہ اسکے خدا تعالیٰ نے خود ہی اس مسئلہ کو بڑی وضاحت کیساتھ قرآن پاک میں حل کر دیا ہے۔ اول تو یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ اور یَا نِسَاءَ النَّبِیِّ کہکر ارشاد فرمایا کہ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ) یعنی تم نہیں ہو جیسی اور عورتیں اور ان کے اس مرتبہ کو یہ بھی یاد دلایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتو اگر تم میں کوئی کام بےحیائی

کا کرےگی تو ہم اسکو دونی مار دینگے اور نیک کام پر دوہرا اجر کیوں نہو ۔
جنکو رتبی ہیں سوا اون کو سوا مشکل ہے۔ اب غور کرنیکی بات ہے کہ سوائے
نبیؐ کی بیبیوں کے یہ مرتبہ آجتک کسی عورت کو حاصل نہیں ہوا چنانچہ اسی عز
اور مرتبہ کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا (اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ
ضِعْفَ الْحَيٰوةِ) اب ان تمام مراتب عالیہ کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ وَقَرْنَ فِيْ
بُيُوْتِكُنَّ یعنے اے نبیؐ کی بیبیو! قرار پکڑو اپنے گھروں میں اب جبکہ باری تعالےٰ
نے ازواج نبی کو نبی کے گھر میں رہنے کی تاکید فرمائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے گھر میں رہنے والیاں ثابت کر دیا۔ تب ہی گھر والوں کے لئے ارشاد
ہوا (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيْرًا) جس سے یقینی طور پر ثابت ہوگیا کہ ان آیات میں جنکو اللہ نے
رجس سے پاک کیا۔ وہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی ازواج مطہرات
ہی ہیں اور بس یہی طریقہ حقیقی اہلبیت میں داخل ہونیکا حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے ساتھ برتا گیا۔ اور کہا گیا وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ
یعنی آچکے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم علیہ السلام کے پاس۔
اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے (وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ) یعنی انکی بی بی کھڑی تھی۔
اول اس طرز بیان سے بتا دیا گیا کہ اس گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی
صاحبہ کے سوا تیسرا کوئی نہیں۔ اب جو رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ
کہا گیا تو ثابت ہوگیا کہ اہلبیت وہی ہیں جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ چنانچہ
اسیطرح سے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے کے بعد لِيُذْهِبَ
عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ) کہکر ثابت کر دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپکی بیبیاں حقیقی اہل بیت ہیں اور وہی ہر رجس سے پاک کئے گئے ہیں
کیا ان لوگوں کا ان آیات میں اشارۃً بھی ذکر نہ ہو۔ وہ کیونکر اس میں
داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن قطع نظر ان آیات کے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلم نے حضرت فاطمہ علی اور حسن حسین رضی اللہ عنہم کو بھی اہلبیت فرمایا ہے۔
ہم بھی اہل بیت کہتے ہیں جسکا ہر مسلمان کو اقرار ہے۔ لیکن وہ اہلبیت جن سے
اللہ تعالے نے نجاست کو دور کیا اور پاک فرمایا۔ وہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپکی ازواج مطہرات ہی ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اہلبیت
ہونیکی وجہ سے اس آیت میں عَنکُمْ کہا گیا۔ جو ضمیر جمع مذکر ہے۔ کیونکہ جب
مذکر اور مؤنث دونوں مخاطب ہوں تو مذکر کو غالب جانکر مذکر کا صیغہ استعمال
کیا جاتا ہے۔ اگر محض مؤنث مخاطب ہے تو مؤنث کا صیغہ استعمال ہوگا جسکی
بے شمار مثالیں قرآن میں موجود ہیں۔ جیساکہ (قَالُوا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ) کہے
بعد بی بی سارہ رضا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دونوں کو مخاطب کرتے وقت
مذکر کو غالب کرکے جمع مذکر عَلَیْکُمْ اہل البیت کہا گیا۔ اسیطرح اس آیہ تطہیر
سے پیشتر تمام صیغے تانیث کے بیان کئے گئے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی ازواج مطہرات کیساتھ شامل کیا گیا تو جمع مذکر عَنکُمُ
الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ فرمایا گیا۔ غرضیکہ ہر طرح سے یہ امر ثابت ہے کہ آیہ تطہیر میں
صرف ازواج نبیؐ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی شامل ہیں۔ تیسرا کوئی نہیں آپکا
مباہلہ کی آیت کو اس موقع پر لکھنا بھی ایک فضول بات ہے۔ کیونکہ آپکی تمام
کوشش کا ماحصل صرف یہی ہے کہ حضرت علی۔ فاطمہ اور حسن حسین اہلبیت
ہیں۔ بیشک صحیح ہے۔ لیکن یہ فرمانا کہ یہی ہیں۔ لہذا ازواج نبی قطعاً نہیں
یہ غلط ہے اسلئے کہ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ فاطمہ اور علی حسن
و حسین رضی اللہ عنہم ہی اہلبیت تھے۔ کیونکہ جب یہ ارشاد ہوا تَعَالَوْا
نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ یعنی آؤ
بلا ویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی لڑکیاں اور تمہاری لڑکیاں
اور اپنی جان اور تمہاری جان پس یہ ایک صاف بات تھی کہ لفظ نَدْعُ جو
جمع متکلم ہے بموجب اسکے ارشاد باری ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر

مومنین ادہر سے مباہلہ کے لئے جاویں۔ پس وہ اپنے بیٹے اور اپنی بیٹیاں اور اپنے نفس لیجائیں چنانچہ حضرت علی اپنی بیوی فاطمہ کو ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے چلے اور انہیں کے ہمراہ حضرت علی کے دونوں بیٹے تھے۔ جو اَبْنَاءَنَا وَ نِسَاءَنَا کی پوری پوری تعمیل تھی۔ اور اَنْفُسَنَا سے بین طور پر رشتہ دار مراد ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ پس اس حساب سے یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے رشتہ دار تھے۔ اب یہ آیت اور اسکے متعلق جو حدیث ہے۔ اسپر ہمارا ہر طرح ایمان ہے لیکن آپکا انہی چاروں حضرات پر اہلبیت ہونیکا حصر کرنا آپکی جرأت اور دلیری ہے۔ ورنہ ان تمام آیات اور احادیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو آپکے مدعا کے موافق ہو۔ اور ہمارے خلاف۔ علاوہ اسکے آپ یہ فرماتے ہیں کہ اس آیہ تطہیر کے نازل ہونیکا وقت تو ام سلمہ نے بتلایا جس وقت کہ حضرت رسولؐ میرے مکان میں تھے۔ اور حضرت علی اور فاطمہ اور حسن حسین کو چادر میں لیا اوسوقت نازل ہوئی الخ اب جناب کے اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی اور فاطمہ اور حسن حسین کو پہلے چادر میں لے لیا اور اسکے بعد آیت نازل ہوئی۔ حالانکہ حدیث شریف میں اسکے بالکل برعکس ہے۔ کہ اَنَا اُصَلِّیْ فِی الْحُجْرَۃِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ قَالَتْ فَاَخَذَ فَضْلَ الْکِسَاءِ فَغَشَّاهُمْ اور دوسری حدیث جو ترمذی شریف میں ہے اسکے الفاظ بھی قریب یہی ہیں۔ (لما نزلت ھذہ الایۃ فی بیت ام سلمہ فدعا فاطمہ وحسنا وحسینا فجللھم بکساء الخ) اب دونوں حدیثوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پہلے آیت نازل ہو چکی تھی۔ اسکے بعد آپ نے چادر میں لیا۔ اور دعا کی اب آپ خود فرماویں کہ آنجناب نے اس حدیث کے مطلب بیان کرنے میں کہانتک سچائی سے کام لیا اس کے علاوہ آنجناب کا یہ ارشاد کہ میرے اہلبیت اور خاص اہلبیت یہ ہیں۔ انہیں تو شامل نہیں ہے جن سے ہر جنس

کو دور کرکے معصوم بنایا ہے) یہ کس لفظ کا ترجمہ یا مفہوم ہے مولانا! وہاں تو دعا مانگی جا رہی ہے کہ یا اللہ ان کو نجاست سے پاک کر جسکا کوئی جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا۔ اور آپ انکو اپنی طرف سے معصوم کہتے ہیں۔ خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ ان کو معصوم ہی بنا دیتا اور ہر رجس سے پاک کر دیتا تو پھر حضرت کو بار بار دعا کرکے نجاست سے پاک کرانیکی کیا ضرورت تھی۔ اسکے علاوہ مسند امام احمد بن حنبل میں ایک اور حدیث بھی موجود ہے۔ جس سے آپکے تمام دعوے ہبًا منثورا ہو جاتے ہیں۔ جس کے الفاظ کا ترجمہ درج ذیل ہے کہ جسوقت اُم سلمہؓ نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپکی اہلبیت نہیں ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہے پس داخل ہو جا در میں۔ اُم سلمہؓ کہتی ہیں کہ پس میں داخل ہو گئی چادر میں بعد اسکے کہ دعا کی تھی فاطمہ علی اور حسنین کے لئے۔

مولانا! اب تو اظہر من الشمس ثابت ہو گیا کہ صرف دعا میں شامل ہونے سے منع فرمایا تھا نہ کہ اہلبیت ہونے سے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اور اُم سلمہ حسب ارشاد خداوندی رجس سے پاک ہو ہی چکے تھے۔ اسلئے اپنے اور اون کے لئے دعا مانگنا تحصیل حاصل تھا۔ کیونکہ اُنکا درجہ اور مقام وہی تھا جو آیۂ تطہیر میں موجود تھا۔ اور پروردگار عالم سے اُس خبر کو حاصل کر چکے تھے۔ جسکی لوگ تمنا کرتے اور دعا مانگتے ہیں (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ) لیکن وہ لوگ جو اس انعام میں شامل نہ تھے۔ بیشک ان کے لئے دعا مانگی گئی۔ مگر اس دعا کے بعد خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی آیت قبولیت کی میری نظر سے نہیں گذری۔ اگر جناب والا کو معلوم ہو تو مطلع فرما دیں۔ بندہ بسر و چشم قبول کریگا۔ ورنہ آپکی حق پسندی سے امید ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل کی کتاب مسند جسکو آنجناب نے معتبر اور مستند فرمایا ہے۔ اسی میں یہ حدیث بھی موجود ہے کہ اُم سلمہؓ کو

اہلبیت کہا اور چادر میں داخل کیا۔ جسکے آنجناب متلاشی تھے۔ بس اسے آنجناب ضرور تسلیم فرمائیگے۔ اور ایسے صحیح اور صریح ثبوت کے بعد کون مومن ہے جو ازواج مطہرات کو اہلبیت نہ کہے الحق من ربك الخ آپکی حق پسندی کا قدردان

(ڈاکٹر محمد اشرف خاں۔ علیگڈھ)

اسکا جواب عا

ازمولوی سید علی عباس صاحب

مکرمی جناب ڈاکٹر محمد اشرف خاں صاحب دامت برکاتہ۔ وعلیکم السلام۔ میں نے جو مضمون اہلحدیث مورخہ ۲ جمادی الاخر ۳۳ھ میں دیا تھا اوسمیں مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ درخواست کی تھی کہ میرے جواب میں وہ حدیثیں پیش کیجئیگا۔ جو شیعہ اور سنی دونوں کی صحیح مانی ہوئی ہوں۔ جیسے کہ حدیث ثقلین انی تارك فیکم الثقلین الخ یعنی حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا اے لوگو میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑتا ہوں۔ قرآن مجید اور اپنی عترت (اہلبیت) اگر تم ان دونوں عظیم الشان چیزوں کا ساتھ دوگے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے (اگر ان دونوں کا ساتھ نہ دوگے۔ یا ایک کو چھوڑ دوگے تو گمراہ ہو جاؤگے) اور یہ دونوں آپسمیں ملی رہینگی۔ جدا نہ ہونگی۔ یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچ جائیں اور دوسری (ستفترق امتی علی ثلاثۃ وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحد لا) حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا میری اُمت عنقریب تہتر (۷۳) فرقوں میں متفرق ہو جائیگی۔ ان تہتر فرقوں میں سے صرف ایک جنت جائیگا۔ باقی سب کے سب دوزخی ہیں۔ اور اگر اس قسم کی متفق علیہ احادیث آپکو میسر نہ آسکیں۔ تو صرف شیعوں کی معتبر کتاب کی حدیث سنداً پیش کیجائے۔ لیکن میری درخواست کا شروع سے ابتک نہ مولوی صاحب نے خیال فرمایا اور نہ ہی آپ نے اسپر توجہ فرمائی۔ جناب مولوی صاحب نے میرے خط کے جواب میں لکھدیا تھا کہ حضرت علی و فاطمہ

وحسن وحسین آیۂ تطہیر میں ثانیاً والحاقاً شامل ہیں۔ (ملاحظہ ہو اہلحدیث مورخہ ۲۷ جمادی الاوّل ۱۳۵۳ھ) لیکن آپ نے اونکی تحریر کو رد کر دیا اور میرے خط کے جواب میں لکھدیا کہ آیۂ تطہیر میں خود حضرت رسولؐ اور آپکی ازواج مطہرات ہی ہیں۔ اور بس (اہلحدیث مورخہ ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۵۴ھ) اب پہلے آپ یہ فرما دیجئے کہ میں آپکی تحریر کو عقائد اہلسنت کے مطابق خیال کروں یا جناب مولوی صاحب کی تحریر کو اہلسنت کا مذہب تسلیم کروں حالانکہ سوائے آپکے صرف مولوی صاحب موصوف ہی نہیں بلکہ وہ سب علماء جو ازواج نبی کی شان میں آیۂ تطہیر نازل ہونا بتلاتے ہیں اِس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت نے دعا کے ذریعہ سے حضرت علی و فاطمہ وحسن حسین کو بھی آیۂ تطہیر میں شامل کر لیا۔ پس اسمیں سوائے آپکے کسی کو اختلاف نہیں ہے سب کو اتفاق ہے۔ لیکن اکثر مفسرین اہل سنت اور اصحاب رسولؐ کریم کے اقوال یہ ہیں کہ آیۂ تطہیر میں ازواج نبیؐ قطعاً مراد نہیں۔ یہ آیت صرف حضرت رسولؐ علی۔ فاطمہ حسن۔ حسین کی شان میں نازل ہوا۔ اور یہی احقر کا مذہب ہے۔ جو لوگ اس شبہ میں پڑے ہیں کہ آیۂ تطہیر ازواج نبیؐ کی شان میں نازل ہوئی اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ جامع القرآن صاحب نے قرآن موجودہ میں مصلحت وقت کے مطابق اس آیۂ تطہیر کو اون آیتوں کے بیچ میں لا ڈالا ہے جنمیں اللہ تعالےٰ ازواج نبی سے مخاطب ہے۔ پس بظاہر ہر شخص کو جو قرآن کی زیارت کرتا ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ادہر احکام ازواج نبیؐ کے اودھر احکام ازواج نبیؐ کے بیچ کی آیت کیوں دوسروں کے لئے ہونے لگی۔ ضرور ہے کہ یہ آیۂ بھی ازواج نبیؐ کی ہی شان میں ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ آیۂ تطہیر جو اسطرح بیچ میں لکھی گئی ہے اون اہل بیت کے متعلق ہے جو معصوم ہیں۔ ازواج نبیؐ لے اسکو کوئی

تعلق نہیں ہے۔ اگر تعلق ہوتا تو ازواج نبیؐ یا نساء النبیؐ کے لفظ سے مخاطب کیجاتیں اہلبیت کے لفظ سے مخاطب نہ کیجاتیں۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ اگر اہلبیت کے لفظی معنے لئے جائیں تو لڑکے لڑکیاں بیویاں وغیرہ نبیؐ کے گھر کے سارے ہی آدمی اہلبیت ہیں۔ لیکن آیۂ تطہیر میں اہلبیت سے مراد وہی حضرات ہیں۔ جنکو رسولؐ کریم نے آیۂ تطہیر کے نازل ہونیکے وقت چادر میں لیکر اور آیۂ مباہلہ کے نزول پر گروہ مخالف سے مباہلہ کیلئے باہر لیجا کر یا آیۂ تطہیر کے نازل ہونیکے بعد چھ مہینے تک متواتر حضرت فاطمہ کے دروازہ پر صبح کی نماز کیوقت یہ ندا دیکر کہ الصلوٰۃ یا اہلبیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھلبیت و یطھرکم تطھیرا اپنی اُمت کو صاف صاف بتلا دیا کہ میرے اہلبیت جن سے تمسک کرنیکو میں فہمائش کرتا ہوں یہ ہیں۔ آیۂ تطہیر کے بعد حضرتؐ نے چھ ماہ تک متواتر باب فاطمہ پر جا کر ایسا کیوں کیا۔ کیا ضرورت تھی۔ ضرورت یہ تھی کہ لوگ یقین کرلیں کہ اہلبیت جنکی پیروی کا حکم دیا گیا ہے ازواج نبیؐ نہیں ہیں بلکہ یہ حضرات ہیں جنکو رسول اہلبیت فرما رہے ہیں مجھے یاد نہیں کہ نبیؐ نے اپنی ازواج کو کبھی اصطلاح اہلبیت کے لفظ سے یاد فرمایا ہو۔ یا خدا ہی نے کسی مقام پر ازواج نبی کو اہلبیت کے لفظ سے مخاطب کیا ہو۔ بعض لوگ صرف اسوجہ سے اونکو اہل بیت سمجھنے لگے کہ اونکو خیال ہوا کہ قرآن پاک میں حضرت ابراہیمؑ کی بیوی حضرت سارہ کیواسطے اہل بیت کا لفظ بولا گیا۔ غور کرنیکی بات ہے۔ اگر اہلبیت کا لفظ بی بی سارہ کیلئے آیا بھی ہے تو خدا نے یہ لفظ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے فرشتے نے استعمال کیا۔ صرف اس بناء پر پیغمبر خدا کی بیویوں کو بھی اہلبیت سمجھنا اور جن حضرات کو خود حضرت رسولؐ کریم بار بار فرماتے تھے۔ ھؤلاء اھلبیتی وخاصتی وحامتی یہ ہیں میرے اہلبیت اور خاص

اہلبیت اور بہیر قریب) اونکو اہلبیت سے خارج کردینا ہر صاحب انصاف کے نزدیک یقیناً جرأت و دلیری کا کام ہے جو آپ نے کیا۔ یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے۔ کہ جو خاص خاص اہلبیت ہوں اور قریب ہوں وہ تو اس آیۃ میں داخل نہ سمجھے جائیں اور جن پر لفظی اطلاق اہلبیت کا ہوتا ہے۔ وہ اسمیں داخل کیئے جائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ صرف اہلبیت کا لفظ فرماتا ہے کسی کا نام نہیں لیتا۔ اور نام کی تصریح اوسکی حضرت رسول ؐ نے فرمادی۔ آپکو یہ بھی شبہ ہوا ہے کہ جب یہ حضرات (اہل کسا۔ چادر والے) پاک ہو ہی چکے تھے۔ تو اُن کے لیئے دعا کرنیکی کیا ضرورت تھی جیسا آپ نے میرے خط کے جواب میں لکھا ہے۔ پس اسکے جواب میں مجھکو اس سے زیادہ عرض کرنیکی حاجت نہیں کہ یہ اصل میں دعا نہیں ہے آیۂ تطہیر اہل کسا کی شان میں نازل ہوئی اور حضرت رسول ؐ کریم نے چادر میں لیکر آپ لوگوں کو بتلایا کہ میرے اہل بیت یہ ہیں جو اس چادر میں ہیں۔ اپنی ازواج کو اگر کبھی اہلبیت بتلایا ہو شیعوں کی کسی معتبر کتاب سے ثابت کیجیئے۔ اس کے جواب میں آپ وہی حضرت سارہ کے قصّے کو پیش کیجیئے گا۔ کہ اونکو اہلبیت قرآن میں کہا گیا۔ لہذا بیویاں اہل بیت ہوا کرتی ہیں مگر یہ دیکھنا ہوگا۔ کہ بیوی (زوجہ) اہل بیت سے خارج بھی ہو جایا کرتی ہیں۔ یہ کوئی لازمی بات نہیں کہ ہر شخص کی زوجہ اہلبیت ہو۔ چنانچہ اسیطرح آپکے حضرت رسول ؐ کریم کی زوجہ اہل بیت نہیں۔ دوسرا امر قابل لحاظ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کی بیوی حضرت سارہ کو تو اللہ تعالےٰ نے معصوم نہیں بتایا اور آپکے رسول ؐ کی اہل بیت معصوم ہیں۔ پس آیۂ تطہیر جس سے معصوم ہونا ثابت ہوتا ہے معصوم ہی کی شان میں نازل ہو سکتی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں مسند احمد بن حنبل میں ایک روایت درج ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ جب حضرت ام سلمہ نے عرض کیا کہ میں آپکے اہلبیت میں داخل نہیں

ہوں تو حضرت نے اونکو بھی چادر کے اندر لے لیا پہلے سے علی و فاطمہ
حسن حسین تھے۔ لیکن دعا کے بعد (اہلحدیث ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ)
حضرت کے اس فعل سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہ عام طور پر
اہل بیت میں داخل تھیں لیکن خاص وہ اہلبیت جنکی شان میں آیہ
تطہیر نازل ہوئی اور ہی تھے۔ اکثر مفسرین اہل سنت نے مان لیا ہے
اور شیعوں کا تو کیا ذکر اونکا مذہب ہی یہ ہے کہ آیہ تطہیر حضرت علی
و فاطمہ حسن و حسین کی شان میں نازل ہوئی چنانچہ زید بن ارقم جو حضرت
رسول کریم کے ایک جلیل القدر صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ ازواج نبی کو مطلق
اون اہلبیت میں شامل نہیں ہیں جنکی شان میں آیہ تطہیر آئی
کہ زوجہ جسوقت تک شوہر کیساتھ ہے اوسکی زوجہ ہے جب اوسکو
طلاق دیدی تو اپنے باپ کے گھر چلی جاتی ہے شوہر سے اوسکا کوئی
تعلق نہیں رہتا۔ ابو سعید خدری بھی ایک جلیل القدر صحابی گذرے ہیں یہ
وہ کہتے ہیں کہ آیہ تطہیر صرف پانچ بزرگوں کی شان میں نازل ہوئی
نبی۔ علی۔ فاطمہ حسن حسین (صواعق محرقہ) طبرانی اور ابن جریر سے
بھی یہی روایت ہے کہ آیہ تطہیر حضرت رسول کریم کے فرمانے کے بموجب
مندرجہ بالا پانچ بزرگوں کی شان میں نازل ہوئی۔ قرآن مجید کے الفاظ
مختلف مقامات پر مختلف معانی میں استعمال کئے گئے ہیں۔ معاف کیجیے
اول مولوی صاحب نے لوگوں کو شبہ میں ڈالا تھا اور میرے جواب میں
لکھا۔ یا تھا کہ آیہ مباہلہ میں اہلبیت کو بلایا ہی نہیں گیا۔ بلکہ لڑکے اور
لڑکیوں کو بلایا تھا۔ اور مثالاً فرمایا کہ (یذبحون ابناءکم و یستحیون نساءکم)
میں لڑکے لڑکیاں مراد ہیں۔ اور آیہ مباہلہ میں بھی اصطلاح ابناءنا و
ابناءکم و نساءنا و نساءکم میں لڑکے لڑکیاں ہی مراد ہیں۔ مجھے
افسوس ہے کہ اسکا جواب جو میں نے لکھا تھا وہ مولوی صاحب

لئے کسی مصلحت سے اخبار میں شائع نہیں کیا۔ میں نے جواب میں عرض کیا تھا کہ اگر اونکی مراد اہلبیت سے ازواج نبی ہیں تو یقیناً اونکو نہیں بلایا گیا اور اگر اہلبیت سے مراد حضرت علی و فاطمہ و حسن حسین ہیں تو اون کو یقیناً بلایا گیا تھا لیکن پھر بھی مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ لڑکے اور لڑکیاں کون تھے جنکو بقول اونکے حضرت رسول مباہلہ کیوقت گروہ مخالف کے مقابلہ میں لائے تھے۔ انکی ناموں کی تصحیح کردیں اب آپنے جو میرے خط کا جواب لکھا ہی تو آپنے مولویصاحب کے طریقے کو چھوڑدیا ہے اور بجائے اسکے کوشش مولویصاحب کے فرمادیں کہ لڑکے اور لڑکیوں کو بلایا تھا آپ فرماتے ہیں وہ آیۂ مباہلہ کو اس موقعہ پر لکھنا بھی ایک فضول بات ہے آپکی کوشش کا ماحصل یہی ہی کہ حضرت علی و فاطمہ و حسن حسین اہلبیت ہیں بیشک صحیح۔ لیکن یہ فرمانا کہ یہی ہیں ازواج نبی قطعاً نہیں یہ غلط ہے۔ آپنے اصل آیۂ مباہلہ کو لکھکر ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم کا ترجمہ اردو تو مولوی صاحب کے موافق لڑکے اور لڑکیاں ہی کیا ہے لیکن آگے چلکر یہ کہدیا کہ ارشاد باری ہوا کہ نبی اور دیگر مومنین اوپر سے جاویں اور وہ اپنے بیٹے بیٹیاں اور نفس لیجاویں چنانچہ حضرت علی اپنی بیوی فاطمہ کو ہمراہ رسول اللہ کے لیچلے اور اونہیں کے ہمراہ حضرت علی کے دونوں بیٹے تھے جو ابناءنا و نساءنا کی پوری تعمیل ہے۔ اور انفسنا سے بتین طور پر رشتہ دار مراد ہیں قرآن مجید سے مثال دیدی کہ نفس سے مراد رشتہ دار ہیں اور فرمادیا کہ اس حساب سے یہ سب آنحضرت اور حضرت علی کے رشتہ دار تھے ڈاکٹر صاحب! ذرا غور تو کیجئے کیا تبدیل خیالات یوں ممکن ہے۔ جبتک آپ انصاف کو کام میں لا وینگے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ وقت ضائع ہوگا۔ براہ عنایت و کرم انصاف سے کام لیجئے غور اور تامل کی ضرورت ہی قرآن مجید کے الفاظ کے کچھ ہی معنی کر لیجئے! لیکن اصلی معنی اور مطلب اونکا وہ ہوگا جو معتبر احادیث سے نکلتا ہوگا۔ اور اسکی تفسیر اوس کے مطلب

کو ظاہر کر گی۔ قرآن شریف میں سب کچھ ہے لیکن اوس سے آپ کچھ کام نہیں کر سکتے جبتک تفسیر اور احادیث سے مدد نہ لیں۔ آپ نماز پڑھتے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم آپ بتلا دیجیے قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ نماز صبح دو ۲ رکعت پڑھو۔ رکعت اوّل میں الحمد اور دوسری کوئی سورہ پڑھو رکوع میں یہ ذکر کرو اور سجدہ میں یہ پڑھو غرض قرآن مجید میں نماز کی کوئی ترکیب نہیں بتلائی گئی۔ عام طور پر نماز کے قائم کرنیکا حکم ہے ترکیب اللہ کی رسول نے بتلائی اور وہ حدیث سے معلوم ہوئی۔ آپ تو ماشاء اللہ ہیں ہی اہلحدیث پھر قرآن کے معنے اپنی رائے سے کیوں کرتے ہیں براہ مہربانی ایسا کرنے سے پرہیز کیجیے۔ تفسیر اور حدیث کو ملاحظہ کیجیے آیۂ مباہلہ کی بابت جو احادیث صحیح مسلم شریف اور صحیح ترمذی شریف میں ہیں دیکھئے اون سے تو یہ کسی طرح نہیں معلوم نہیں ہوتا جو آپ اور مولوی صاحب بذریعہ اخبار اہلحدیث ظاہر فرما رہے ہیں انہیں تو صاف لکھا ہے۔ آیۂ مباہلہ کے نازل ہونے پر حضرت رسولؐ حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو گروہ مخالف کے مقابلہ کے لئے باہر لائے تھے۔ اور فرمایا اللّٰھم ھولاء اھلی تعجب ہے کہ آپ اپنی رائے سے نساء کے معنی لڑکی کے کرتے ہیں حالانکہ یہاں معنے لڑکی کے ہرگز نہیں ہیں۔ نساء کے معنی صاف صاف عورت کے ہیں۔ آیۂ تطہیر سے چار پانچ سطر اوپر تو نساء کے معنی عورت کے لئے جاویں۔ اور یہاں آیۂ مباہلہ میں نساء کے معنے لڑکی کے لئے جاویں تو وجہ صرف اوسکی یہ ہے کہ میرا اعتراض عائد نہ ہونے پاوے۔ کہ اگر نساء النبیؐ نبیؐ کے اہلبیت نہیں تو حضرت رسولؐ کریم اونکو مباہلہ کیلئے ہمراہ کیوں نہ لائے اور اونکو لا کر کیوں نہ فرمایا اللّٰھم ھولاء اھلی حضرت رسول کریمؐ بجائے اپنی نساء کے حضرت فاطمہؑ کو کیوں لائے اور ازواج کو کیوں چھوڑ دیا۔ معلوم ہوا کہ ازواج اہل بیت میں شمار نہ تھیں۔ حضر

فاطمہ جنکی شان میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی اہلبیت میں تھیں حضرت رسولؐ انہیں کو مباہلہ کے لئے لائے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ نے لکھا ہے کہ حضرت علی اپنی بیوی فاطمہ کو لائے اور انہیں کے ہمراہ اونکے دونوں بیٹے تھے ایسا ہرگز نہیں ہے۔ مباہلہ خدا کے حکم سے گروہ مخالف سے کیا گیا تھا ندع کا لفظ جمع متکلم بقول آپکے ضرور ہے لیکن اوس سے یہ مراد نہیں ہے کہ حضرت رسول اور دیگر مومنین اپنے اپنے لڑکے لڑکیوں کو یا بیٹیوں اور عورتوں کو مباہلہ کیلئے لاویں بلکہ صرف حضرت رسول کریم اور گروہ مخالف مباہلہ کریں۔ ندع کا لفظ جمع متکلم اگر رسول اور دیگر مومنین کیلئے ہے تو بھلا بتلائیے تو سہی حضرت علی اپنی بیوی فاطمہ اور بیٹوں حسن حسین کو لیگئے تو خود رسولؐ کس کو لیگئے۔ اور انہوں نے اس حکم خدا کی کیا تعمیل کی اور دیگر مومنین کون کون گئے اور اپنے ہمراہ کن کن لڑکے اور لڑکیوں کو لیگئے صحیح مسلم شریف اور صحیح ترمذی شریف وغیرہ تو صاف بتلا رہے ہیں کہ حضرت رسولؐ حضرت علیؑ فاطمہ حسن حسین کو مباہلہ کے لئے لائے تھے۔ ان کے علاوہ نہ کوئی اور مومن آیا اور نہ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو لایا۔ پھر آپ نے خلاف احادیث اپنی رائے کس اصول پر قائم کی ہے اور آپکی اس قسم کی رائے آپ ہی کے ماننے کی ہے یا فرقہ اہل سنت کے سب لوگ اسکو مان لینگے۔ سچ پوچھئے تو نہ آپکو ایسی رائے قائم کرنا چاہئے نہ کسی شخص کو خصوصًا فرقہ اہلحدیث سے کسی کو ایسی رائے ماننا چاہئیے جو حدیث نبوی کے بالکل خلاف ہو۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اور پھر فرمایا کہ حضرت علی اپنی بیوی فاطمہ کو ہمراہ رسول لیچلے اور انہیں کے ہمراہ حضرت علی کے دونوں بیٹے بھی تھے۔ جو ابناءنا و نساءنا کی

٭ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ۱۲

پوری پوری تعمیل تھی۔ واہ صاحب یہ خاصی پوری پوری تعمیل ہوئی۔ خدا تو اپنے رسول ص کو بقول آپکے فرمائے کہ اپنی بیٹیوں کو لاؤ۔ اور بجائے رسول ص کے حضرت علی اپنی بیوی کو لیجائیں مگر یہ محض غلط ہے۔ حضرت رسول ص نے واقعی پوری پوری تعمیل کی لیجنے اپنے ہمراہ حضرت فاطمہ اور حسنین اور حضرت علی کو لیگئے جو آپ کے اہلبیت اور پاک اور پاکیزہ اور معصوم اہلبیت تھے۔ اور ایسے موقعہ پر انہیں کا لیجانا مناسب تھا۔ جنکو دیکھکر گروہ مخالف کے پادری نے اپنے لوگوں سے کہا۔ کہ میں اسوقت ایسی پاکیزہ اور نورانی صورتوں کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ اگر وہ پہاڑ کو حکم دیں تو وہ اپنی جگہ سے سرک جائے مناسب ہے کہ اُن سے مباہلہ نہ کرو۔ ورنہ تم میں سے کوئی زندہ نہ بچیگا۔ جنابمن! تعصب یا ضد بہت بُری چیز ہے جو اصلی معاملات پر غور و تامل نہیں کرنے دیتی مگر میں اس بُری خصلت کو آپکی طرف ہرگز منسوب نہ کرونگا۔ بلکہ یہ خیال کرونگا۔ کہ آپ کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ اسی لئے آپکو اصلی واقعہ نہیں معلوم۔ سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں۔ کہ حضرت معاویہ نے اون سے پوچھا کہ تم علی کو گالی کیوں نہیں دیتے۔ سعد بن وقاص کہتے ہیں میں نے کہا علی میں تین فضیلتیں ایسی ہیں۔ کہ اونمیں سے ایک بھی مجھ میں ہوتی تو میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا۔ ان تین فضیلتوں کو بیان فرماتے ہیں اوّل تو یہ کہ جب حضرت رسول کریم ایک لڑائی پر جانے لگے تو حکم دیا علی کو کہ تم میری جگہ رہو۔ علی نے کہا کہ مجھے عورتوں اور بچوں پر چھوڑے جاتے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (یعنے اے علی کیا تم نہیں چاہتے کہ تمکو مجھ سے وہ بات حاصل ہو۔ جو ہارون کو موسے سے حاصل ہوئی۔ لیکن یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ دوسری فضیلت یہ کہ جب قلعہ خیبر باوجود کوشش کے فتح نہ ہوا۔

اور دو دن تک دونوں صاحب جو فتح کرنے کیلئے بھیجے گئے تھے بلا فتح واپس آئے تو حضرت رسول نے فرمایا۔ لاعطین غدا رجلاً یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل میں ایسے شخص کو نرالی کا جھنڈا عطا کرونگا۔ جو اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور رسول اوس کو دوست رکھتے ہیں۔ اللہ اوس کے ہاتھ پر فتح دیگا لوگ منتظر تھے کہ دیکھئے کس کو علم جنگ عطا ہوتا ہے۔ علم ملا تو حضرت علی کو ملا۔ اور اونہوں نے قلعہ خیبر کو فتح کرلیا۔ تیسری فضیلت آیۂ مباہلہ کی ہے آیۂ مباہلہ کے نازل ہونے پر حضرت رسول ص اپنے ہمراہ کسی کو نہ لائے۔ صرف حسن حسین کو ابناء کی جگہ اور فاطمہ کو نساء کی جگہ اور علی کو نفس کی جگہ لائے۔ یہ تین فضیلتیں سعد بن ابی وقاص نے علی کی بیان کیں اور مباہلہ کے وقت حضرت رسول کا علی کو بجائے نفس لیجانا بیان کیا۔ مندرجہ بالا حدیث صحیح مسلم و صحیح ترمذی میں ملاحظہ فرمایئے اگر ہوں تو مجھے جھوٹا قرار دیجئے۔ ورنہ مان لیجئے کہ نفس رسول ص سے مراد علی مرتضیٰ ہیں۔ اور اہلبیت میں ازواج نبی مطلق نہیں ہیں ورنہ حضرت رسول ص ان کو مباہلہ میں لیجاتے۔ اور فرماتے کہ اللھم ھولاء اھلی۔ سعد بن ابی وقاص نہایت جلیل القدر صحابی گذرے ہیں۔ ملاحظہ ہو کتب معتبرہ۔ اب رہا یہ امر کہ مولوی صاحب موصوف یا کوئی صاحب کسی قسم کا اعتراض حضرت علی کے نفس رسول ص ہونے پر کریں تو وہ اسکا جواب اپنے ہی مذہب کے عالموں سے لیں جنہوں نے صحیح مسلم جیسی مستند کتابوں میں اسکو درج کیا ہے یا خود حضرت رسول پر اعتراض کریں کہ وہ نفس کی جگہ حضرت علی مرتضیٰ کو کیوں لیگئے۔ اب مجھے یہ کہنا ہے کہ قرآن مجید میں ایسا ایک لفظ کے کئی کئی معنے آئے ہیں موقعہ اور محل حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے۔ نساء کا لفظ زیادہ تر عورت

کیلئے استعمال کیا گیا ہے اور لڑکی کے معنے میں بھی آیا ہے اہل کا لفظ
ایک جگہ بیوی کے واسطے استعمال کیا گیا ہے تو دوسرے مقام پر زوجہ
اوس سے بالکل علیحدہ کر دیگئی ہے۔ اور اوس کے واسطے دوسرا لفظ
آیا ہے اور اہل معنی پیرو کے لئے گئے ہیں۔ مثلاً (قال لاھلہ امکثوا
انی انست نارا) حضرت موسےٰ نے اپنی بیوی سے کہا ٹھیرجاؤ مجھے
آگ دکھائی دی ہے۔ قالوا لا تخف ولا تحزن انا منجوک واھلک الا
امراتک کانت من الغابرین فرشتوں نے کہا آپ خوف نہ کریں
اور گڑھیں نہیں ہم آپکو اور آپکے جو پیرو ہیں اونکو بچا لینگے سوائے
آپکی بیوی کے وہ پیچھے رہنے والوں سے ہوگی۔ رب کے لفظ کو
لیجئے رب کے معنے اکثر موقوں پر تو خدا ہی کے ہیں۔ اور مشہور
بھی یہی ہے۔ جیسے رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی خدایا میں نے
اپنے نفس پر ظلم کیا۔ مجھے بخش دے۔ اب دیکھئے دوسری مثال
اسمیں رب کے معنے خدا کے نہیں ہیں۔ قال للذی ظن انہ
ناج منھما اذکرنی عند ربک اون دونوں میں سے جسکی نسبت حضرت
یوسف علیہ السلام نے سمجھا کہ وہ رہا ہو جائیگا۔ اوس سے کہا کہ اپنے مالک کے
پاس میرا بھی تذکرہ کرنا۔ (سورہ یوسف) یذبح ابناءکم ویستحیی
نساءکم میں مولوی صاحب نے نساء کے معنی لڑکی کے لکھے ہیں۔
اور دوسرے مقام پر عورت کے ہیں۔ لیکن ان دونوں معنوں میں
کچھ زیادہ فرق نہیں۔ عورت اور لڑکی ایک جنس ہیں یستحیی کو
دیکھئے معنے بالکل مختلف ہیں۔ یہاں تو زندہ چھوڑتا ہے دوسرے
مقام پر وﷲ لا یستحیی من الحق یعنے اﷲ نہیں شرم کرتا ہوتے
ڈاکٹر صاحب آیہ تطہیر یہاں کی ہے ہی نہیں۔ یہاں موجودہ
موجودہ قرآن پاک کی آیتوں کا بے ترتیب ہونا اظہر من الشمس ہے

مسند احمد بن حنبل ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے اول سورۂ مدثر نازل ہوا ہے۔ موجودہ قرآن مجید کی زیارت کیجئے تو اوسکو آپ اونتیسویں پارہ میں پائیگا اور سب سے اول سورہ الحمد رکھا ہوا ہے۔ یہ بات کہ کونسی آیت کب نازل ہوئی اور کس کی شان میں اور کیوں نازل ہوئی۔ بغیر تفسیر کے ملاحظہ کے نہیں معلوم ہو سکتی مجھے افسوس ہے کہ آپنے صاف فرما دیا کہ حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کے لئے تو دعا کیجا رہی ہے۔ آپ اسکی قبولیت کا ثبوت دیجئے معاذ اللہ آپنے رسول مقبول کو ایک معمولی آدمی سمجھا جسکی دعا قبول ہونے میں شبہ ہو۔ اوس نبی کی اُمت کے خاص لوگوں کی دعائیں قبول ہو جانے پر ولی اللہ مشہور ہو جاتے ہیں۔ اور خود نبی کی دعا قبول نہ ہو تعجب ہے۔ و اللہ ایسے رسول کو میں یا کوئی بھی مسلمان جو دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہو گا۔ اپنا رسول نہ مانیگا۔ یہ معمولی آدمیوں کی بات ہے کہ وہ نتیجے سے ناواقف ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ اور وہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اونہیں خبر نہیں کہ جس امر کے لئے ہم دُعا کر رہے ہیں وہ درحقیقت مناسب ہے یا نہیں۔ جب ہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو کرہ لکم الخ یعنی بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ تم اونکو بُرا سمجھتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہیں۔ اون کو مکروہ جانتے ہو۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ تم کچھ نہیں جانتے۔ حضرت رسول کی شان یقیناً ارفع ہے اللہ تعالیٰ اونکی شان میں فرماتا ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہمارے رسول اپنی مرضی سے کوئی کلام نہیں کرتے۔ وہی کلام کرتے ہیں۔ جو اونہیں وحی ہوتی ہے۔ اب آپ یہاں

بھی اس بات کو مدِ نظر رکھکر اور اپنے رسول کریم ص کی شان کا خیال کرکے دیکھئے۔ بفرضِ محال آیۂ تطہیر حضرت علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین کی شان میں نازل ہی نہیں ہوئی۔ تو اب جو رسول کریمؐ حضرات کو چادر میں لیکر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کرتے ہیں اللّٰھم ھٰؤلاء اھلبیتی وخاصتی وحامتی اذھب عنھم الرجس اھلبیت وطھرھم تطھیرا خداوندا یہ میرے اہل بیت ہیں اور خاص اہلبیت ہیں اور میرے قریب ہیں ان سے ہر برائی اور عیب کو دور کر دے اور ان کو ایسا پاک اور پاکیزہ کر دے جیسا پاک کرنیکا حق ہے پس یہ کلام (دعا) حضرت ص کا بمصداق وما ینطق عن الھویٰ الخ بغیر اللہ کے حکم کے نہیں۔ اپنی خواہش اور طبیعت سے حضرت رسول کریمؐ نے ایسا نہیں کیا۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق دعا کیگئی تو ظاہر ہے اور نیز ظاہر ہے کہ یقیناً قبول ہوئی۔ قبولیت کے ثبوت کی ضرورت نہیں کسی مسلمان کو اوس کے قبول ہونے میں شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت رسولؐ کا دعا کرنا ہی قبول ہونا ہے۔ چنانچہ مسند امام احمد حنبل سے پتہ چلتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت نے چادر میں انہیں حضرات کو لیا اور درگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ اللّٰھم ھٰؤلاء آل محمد فاجعل صلواتک وبرکاتک الخ خداوندا یہ آلِ محمد ہیں۔ انپر درود بھیج اور برکت نازل فرما۔ یہ دعا بھی حضرتؐ کی قبول ہوگئی اور تمام مسلمان کیا شیعہ کیا سنی آل محمدؐ کے بظاہر دوست یا دشمن سب ہی محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں تا ہم اس قدر ہے کہ ایک فرقہ اپنے رسولؐ کے ارشاد کے موافق کہتا ہے کہ اللّٰھم صل علی محمد و آل محمدؐ دوسرا کہتا ہے اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد۔ غرض یہ کہ جہاں جناب سرورِ کائنات پر درود بھیجتے ہیں۔ وہاں اونکی آل پر بھی درود بھیجا جاتا ہے۔ (اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد)

جناب والا! ہر ستائش ناقص اور نکمی ہے جس میں محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر درود نہ بھیجا جاوے۔ اور یہ آلِ محمد ہی

اہلبیت ہیں جنکی شان میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی اور معصوم بنائے گئے یعنی حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین۔ اور انہی کی شان میں امام شافعی فرماتے ہیں۔ یا اہل بیت رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ۔ کفاکم من عظیم القدر انکم من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ۔ اے اہلبیت رسول اللہ تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض کردی ہے۔ تمہاری قدر و منزلت کے واسطے یہی کافی ہے۔ کہ جو شخص تم پر درود نہیں بھیجتا اوسکی نماز ہی نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر صاحب! آپکو خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم۔ فرمائیے تو یہ اہلبیت جنکی محبت اللہ نے مسلمانوں پہ فرض کردی۔ اور اون پہ درود بھیجنا واجب کردیا انہیں ازواج بھی شامل نہیں ہرگز نہیں۔ وہ اہلبیت وہی حضرات ہیں۔ جن پر آپ ہر نماز میں درود بھیجتے ہیں۔

آپ غور و فکر کیجئے کہ آیا انہیں ازواج نبیؐ کو خلافِ حکم خدا و رسولؐ شامل کرنا زیبا ہے جنکی شان میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی۔ آیۂ تطہیر میں ازواج نبیؐ کو شامل کرنا بڑی دلیری ہے۔ جب آپ کے اکثر علماء کا اتفاق ہے تو آپ چند لوگوں کے اقوال پر کیوں عمل کرتے ہیں۔ انصاف یہ ہے۔ کہ اوسی بات کو قبول کیجئے جسکو فرقۂ شیعہ کی تمام جماعت بلا اختلاف اور اہل سنت کے اکثر جلیل القدر عالم اور صحابہ رسولؐ مان رہے ہیں۔ اور عقل یہی بتلاتی ہے۔ کہ آیۂ تطہیر ان ہی حضرات کی شان میں نازل ہوئی انصاف سے بالکل بعید ہے کہ جس بات کو گروہ شیعہ مطلق نہیں مانتا۔ اور اہل سنت کے بھی اکثر علماء اور جلیل القدر صحابہ کرام نہیں مانتے۔ اوسکو آپ انہیں یعنی ازواج نبیؐ کو زبردستی آیۂ تطہیر میں داخل کریں۔ جو بزرگوار اسمیں مراد ہیں وہ حضرت رسول کریمؐ علی۔ فاطمہ حسن حسین ہیں۔ اور بس۔ اور یہی معصوم بھی ہیں۔ اسلئے کہ ہر رجس و عیب سے پاک ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ معصوم ہوں اور معصوم اوسکو کہتے ہیں کہ جس سے عمداً و سہواً کوئی گناہ نہو جیسے اس کے متعلق اب

زیادہ گفتگو کرنیکی ضرورت نہیں ہے آپ نے اہل حدیث مورخہ ۱۴ جمادی الثانی میں لکھا ہے کہ دعا کی قبولیت کا ثبوت دیجئے۔ پس میں نے ثابت کردیا۔ اب آپکو اختلاف کرنا زیبا نہیں ہے۔ اپنے خیالات کو ثابت کرنے کے لئے متفق علیہ احادیث مثل میرے پیش کیجئے یا خاص شیعوں کی۔ اگر کوئی حدیث صرف اہل سنت کے پیش کرینگے۔ تو انصاف یہ ہے کہ شیعہ اوس کو قبول نہ کریں۔ اسلئے کہ اپنے دعویٰ کا ثبوت اپنے مخالف کے ہاں سے دینا چاہیئے۔ جیسے شیعہ اپنے دعویٰ کا ثبوت اپنے بھائی اہل سنت کی کتب معتبرہ سے دیتے ہیں۔ اوسی طرح سنیوں کو چاہیئے کہ شیعوں کی مستند کتب سے اپنا دعویٰ ثابت کریں۔ شیعہ تو دکھلا رہے ہیں کہ اہل سنت کے اکثر علماء تسلیم کرتے ہیں کہ آیۂ تطہیر میں ازواج نبیؐ مطلق نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ازواج نبیؐ تو ضرور ہیں لیکن حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین نہیں ہیں۔ بہرحال شیعہ و سنی کے نزدیک حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین آیۂ تطہیر میں ضرور ہیں۔ سنیوں کو چاہیئے کہ شیعوں کی کم از کم ایک معتبر کتاب سے ثابت کردیں کہ وہ ازواج نبیؐ کو آیۂ تطہیر میں شامل کرتے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو آپ کا دعویٰ محض بے بنیاد ہے۔ تنہا بہشتی قاضی روحی راضی آلی کا مضمون آپ پر صادق آئیگا۔ اور مجھے یقین ہو جائیگا کہ آپ تبدیل خیالات یا وجود کافی ثبوت کے بھی نہ کرینگے والسلام (آپکا نیاز مند دلی ع س۔ از علیگڑھ کالج دفتر ہیڈ ماسٹر یکم اگست ۱۹۱۳ء)

اسکا جواب نمبر ۲

از ڈاکٹر محمد اشرف خان صاحب

جناب والا کا مضمون نظر سے گذرا۔ دیکھنے سے تعجب ہوا۔ آپکی حق پسندی سے جو امید تھی اوس کے برعکس پایا کیونکہ جو حدیث جناب والا نے اپنے دعوے کے موافق اور مؤید سمجھکر پیش کی تھی۔ یہی میں نے اپنے دعوے کو اوسی حدیث مفصل جیسا منقولاً اُسکے دکھا دیا تھا۔ اور بتا دیا

تھا کہ اسی حدیث سے آپکا دعویٰ باطل ہے - اب آپ مجھکو الزام دیتے ہیں کہ "مولوی ثناءاللہ صاحب سے یہ درخواست کی تھی کہ میرے جواب میں وہ حدیثیں پیش کیجیئے گا جو شیعہ اور سنی دونوں کی صحیح مانی ہوئی ہوں جیسی کہ حدیث ثقلین اور دوسرے یہ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت عنقریب تہتر فرقوں میں متفرق ہو جاویگی ان تہتر فرقوں میں سے صرف ایک جنت میں جاویگا باقی سب کے سب دوزخی ہیں اور اگر اس قسم کی متفق علیہ احادیث آپکو میسر نہ آسکیں تو صرف شیعوں کی معتبر کتاب کی حدیث سنداً پیش کیجائے لیکن میری درخواست کا شروع سے اتبک نہ مولوی صاحب ہی نے خیال فرمایا نہ آپ ہی نے اسپر توجہ فرمائی - اب آنجناب کے اس تحریر فرمانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ میں نے آنجناب کی تردید میں اہل سنت والجماعۃ کی حدیثیں پیش کردی ہیں جسکی وجہ سے آپ مجھکو الزام دے رہے ہیں - حالانکہ میں نے صرف اوسی حدیث اور اسی آیۂ تطہیر کا مطلب جناب کو سمجھایا ہے جسکو خود ہی جناب نے اپنے دعوے میں پیش فرمایا ہے اور بڑے شد ومد کیساتھ اپنے موافق اور مؤید سمجھکر لکھا ہے - کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اہلسنت والجماعۃ کے چار مشہور اماموں میں سے ایک جلیل القدر امام ہیں - اونکی مسند ایک نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے - اوس میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث آیۂ تطہیر کے نزول کے بارہ میں ہے ملاحظہ فرمائی جاوے تو اہلبیت کے معنے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا الخ" - بس اسی خاکسار نے اسی آپکی پیشکردہ حدیث سے جس سے اہلبیت کے معنے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا ثابت کردیا کہ نزول آیت کے بعد حضرت علی اور فاطمہ اور حسن حسین کو چادر سے ڈھانک لیا تھا - اور دعا کی تھی کہ یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں اور خاص ہیں -

ان سے نجاست دور کر دے اور پاک کر دے اگر یہ آیت انہیں کی شان میں
نازل ہو چکی تھی تو پھر پاک ہو جانے اور نجاست دور ہو جانے کیلئے بار بار
دعا مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن نزول آیت کے بعد دعا مانگنا اسی
امر پر مبنی تھا۔ کہ شاید اللہ تعالی آپکی دعا مانگنے پر ان لوگوں کو بھی نجاست
سے پاک کر دے۔ اسی واسطے آپ نے پاک ہونیکی دعا فرمائی اور ام سلمہ کو
انکے اصرار پر دعا میں شامل نہیں فرمایا۔ اگر وہ بھی اللہ تعالی کے اس انعام
سے محروم ہوتیں تو یقیناً انکو بھی آپ دعا میں شامل فرماتے پس یہ ہے
آپکی پیش کردہ حدیث کا خلاصہ جسکے جواب میں آپکو سوائے آفتاب
پہ خاک اڑانے کے اور کوئی صورت جواب کی نظر نہ آئی۔ کہا تو یہ کہا
کہ پس اسکے جواب میں مجھکو اس سے زیادہ عرض کرنیکی حاجت نہیں
ہے۔ کہ یہ اصل میں دعا نہیں ہے۔ سید صاحب! کیا تبادلہ خیالات اسی
کا نام ہے۔ کہ یہاں تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ
کو جبکہ آپ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بڑھایا اور کہا کہ اے خدا!
یہ میرے اہلبیت ہیں۔ میرے خاص ہیں ان سے نجاست دور کر دے۔ اور
انہیں پاک کر دے۔ خارج از دعا فرماویں اور چند سطروں کے بعد اپنا مطلب
نکالنے کیواسطے میرے اوس فقرہ کے جواب میں کہ اس دعا کے بعد خداوند
تعالی کیطرف سے کوئی آیت قبولیت کی میری نظر سے نہیں گذری
تو آپ یوں ارشاد فرماویں۔ کہ جب اللہ تعالی کی مرضی کے موافق دعا
کیگئی تو ظاہر اور بہ ظاہر ہے۔ کہ یقیناً قبول ہوئی۔ قبولیت کے ثبوت
کی ضرورت نہیں۔ جناب من یا تو آپکو سہو ہے یا حق پوشی مد نظر ہے
ورنہ ایک جگہ اونہیں الفاظ کے دعا ہونیکا اقرار اور دوسری جگہ دعا
ہونے سے انکار اور پھر یہ کہدینا کہ ثبوت کی ضرورت نہیں یقیناً بڑی
دلیری ہے اب اس تمہید کے بعد میں اکمہ تبہ اور سمجھانے کی کوشش

کرتا ہوں۔ یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ آپکو نفع دیگا۔ بشرطیکہ آپ بھی حق پسندی
سے کام لیں اور اوس اصول کے پابند رہیں کہ ؎

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار ٭ مت دیکھ کسی کا قول و کردار

اور اس اصول کے متعلق جناب نے بھی کچھ خامہ فرسائی کی ہے گو عملاً تمام مضمون اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ آنجناب کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ قرآن مجید کے الفاظ کے کچھ ہی معنے کر لیجئے لیکن اصلی معنی اور مطلب اون کا وہ ہوگا جو معتبر احادیث سے نکلتا ہوگا۔ اور اسکی تفسیر اوس کے مطلب کو ظاہر کریگی الخ اگر جناب والا آئندہ اسی اصول پر قائم رہے کہ اول قرآن کی تفسیر قرآن سے معلوم کیجاوے اور قرآن پاک کا اصلی معنے اور مطلب معتبر احادیث سے دیکھا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ حق اور ناحق میں آپ خود امتیاز فرما لینگے۔ اب آپ اپنے پہلے صفحہ کی دونوں احادیث پر نظر ڈالئے جسکو آپ متفق علیہ فرما رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِنِّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثقلین الخ یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب اور ایک اپنے اہلبیت اگر تم ان دونوں کو پکڑے رہوگے۔ تو گمراہ نہ ہوگے۔ اب اگر آپ نظر تعمق سے غور فرماویں تو روز روشن کی طرح یہ امر واضح ہو جائیگا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت نہایت معنی خیز تھی۔ کیونکہ کلام اللہ کے ساتھ اہلبیت کا چھوڑنا اشاعت اسلام کا بہت بڑا معرکۃ الآرا مسئلہ ہے۔ سب سے پیشتر آپ قرآن پاک کے نزول کے اہتمام پر غور فرمائیں اولاً خدا تعالیٰ کا ایسے جلیل القدر فرشتہ کی معرفت قرآن پاک کا نازل فرمانا جسکو خود قرآن پاک میں امین کہا گیا اور بتلادیا گیا کہ وہ ذی قوۃ عِندَ ذِی العَرشِ مَکِینٍ ہے۔ جب یہ صاحب قوۃ ہیں تو دوسرے کے دباؤ سے کسی لفظ میں کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ اور امانتدار ہونیکی وجہ سے

کسی لفظ کے پہونچانے میں خیانت نہیں کر سکتے۔ ایسا ہی اہتمام کیے بعد جبکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا تو تیئیس ۲۳ برس تک ہمہ وقت
خدائے تعالیٰ آپکے چال چلن کا نگران رہا۔ اور خود ذمہ وار بنکر ارشاد
فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی ہمیں نے اوتارا اس
قرآن کو اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں" پس جسکی حفاظت خدا تعالیٰ نے
خود اپنے ذمہ لی ہو اوسکی حفاظت میں کیونکر فرق آسکتا ہے۔ پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی تک کلام الٰہی کی حفاظت کا جو
اہتمام ہوا اوسکے تو آپ بھی قائل ہیں لیکن آپکے انتقال فرمانیکے
بعد جس اہتمام کی ضرورت تھی۔ اور جسطرح اس کتاب الٰہی کی حفاظت
ہوسکتی تھی۔ اوسکا اہتمام بھی اللہ تعالیٰ ہی نے اپنی حکمت کے موافق قائم
فرمایا اور کیوں نہ ہوتا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کام
نشست و برخواست اور ہر قسم کی نصیحت جو قرآن پاک کی ایک عملی
تفسیر تھی۔ اور آپکی زندگی جو تبلیغ رسالت میں گذری وہ یا تو مکان
یا مکان سے باہر مکان میں اپنی بیبیوں کے پاس اور مکان سے باہر
اپنے اصحاب کیساتھ اسلئے آپکے اخلاق اور عادات اور وہ پند نصیحت
جو صحیح حدیثوں میں موجود ہیں۔ اور یہ قرآن پاک جو آج بین الدفتین
ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اوس کے سب سے پہلے راوی وہی ہوسکتی
ہیں جنمیں نبی پاک نے اپنی عمر گذاری ہو یس جو معاملات مکان میں
گذرے یا جسقدر حصہ قرآن پاک کا مکان میں نازل ہوا۔ اوس کے
راوی صرف آپکی بیبیاں ہوسکتی ہیں دوسرا کوئی نہیں اور جو حصہ
قرآن پاک کا مکان سے باہر نازل ہوا ہے۔ اوس کے راوی آپکے
اصحاب ہوسکتے ہیں۔ اب اونمیں سے بھی جو آپکی صحبت میں زیادہ رہا
ہو وہ زیادہ بیان کرسکتا ہے۔ علی ہذا بیبیوں سے بھی جن کے پاس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ رہے ہوں وہ زیادہ بیان کرسکتی ہیں۔
چنانچہ وہ مسائل جو حیض و نفاس اور معاشرت کے متعلق بیان فرمائے
گئے ہیں جن کو بوجہ شرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عورتیں آپ سے
دریافت نہیں کرسکتی تھیں۔ اون کو آپکی بیبیوں ہی سے ہزارہا عورتوں
نے دریافت کرکے فائدہ اٹھایا۔ چونکہ قرآن پاک کی اشاعت کا ایک
حصہ جو مکان سے تعلق رکھتا تھا۔ اوسکا اہتمام و انتظام بھی خدا
تعالیٰ نے خود ہی فرمایا۔ چنانچہ سورۂ احزاب کی چند آیات جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی اصلاح ہی کیواسطے نازل فرمائی گئی ہیں
وہ بعد نبی کے پاکیزہ اور اچھے راویوں کا طیار کرنا تھا۔ تاکہ یہ کام
صحت کیساتھ آگے کو چلے سب سے پہلے اندرون خانہ جو راوی کہ
اس قرآن پاک کی اشاعت کرنیوالے تھے پروردگار عالم نے انتخاب
خود اونکی اصلاح فرمائی اور ارشاد ہوا کہ یا ایھا النبی قل لازواجک
ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و
اسرحکن سراحا جمیلا۔ یعنی اے نبی کہدے اپنی عورتوں سے
اگر تم دنیاوی زندگی اور اسکی آسایش اور زینت کی خواہاں ہو۔ تو ادہر
آؤ میں تمکو کچھ سازوسامان دیدوں اور عنوان شائستہ سے رخصت کردوں
ان آیات میں صاف طور پر بتلادیا گیا کہ نبی کے گھر میں وہ عورتیں
رہ سکتی ہیں جو خدا اور رسول سے محبت رکھنے والی اور آخرت
کی خواہاں ہوں اسلئے کہ جو آخرت کا خواہاں ہوگا اور خدا سے ڈریگا
وہ کبھی سچائی سے قدم باہر نہیں رکھہ سکتا۔ جب اس ارشاد کے بعد
تمام بی بیوں نے حیات الدنیا و زینتھا کا انکار کیا اور آخرت کو اختیار
کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہنے پر رضامندی ظاہر
کی۔ اور عنداللہ جب وہ اس معاملہ میں مضبوط پائی گئیں تب اونکو

گھر میں رہنے دیا اب اس پہلی جانچ کے بعد جن کا راویوں میں ہونا نہایت ضروری ہے اور سارا دار و مدار اللہ اور رسول ﷺ کی رضا مندی ہی پر منحصر ہے جب وہ اس مرتبہ عالیہ پر پہونچگئیں تب باری تعالیٰ نے خود مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا یَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ہ وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ہ یعنی اے پیغمبر کی بی بیو! تم میں سے جو کوئی کسی صریح ناشائستہ حرکت کی مرتکب ہوئی تو اوسکا عذاب دگنا بڑھا دیا جاویگا اور خدا کے نزدیک یہ بات آسان ہے۔ اور تم میں سے جو خدا اور رسول کی تابعداری اور اچھے کام کریگی اوسکو ہم اوسکا ثواب بھی دوہرا عطا کرینگے۔ جناب من! یہ صرف اسی وجہ سے تھا کہ

جن کے رتبے ہیں سوا اون کو سوا مشکل ہے۔

یہ دوہری مار اور نیک کام پر دوہرا اجر اوسی اہتمام کی وجہ سے تھا کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک مسئلہ کی روائیت کرنے میں اگر ان راویوں سے لغزش ہوئی تو وہ قیامت تک باقی رہیگی۔ اسلئے اونکو دوگنی مار کا ڈر دکھلایا گیا۔ اور دگنے اجر کی خوشخبری دیگئی۔ اس کے بعد ارشاد ہوا لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ یعنی اے نبی کی بیبیو! تم نہیں ہو جیسی اور عورتیں۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو دیگر عورات سے ایک خاص امتیاز ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ان سے روائیت قرآن کا کام لینے والا تھا۔ خصوصاً اوس حصہ قرآن کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نازل ہوا۔ اس وجہ سے ان بی بی صاحبوں کی اور بھی اصلاح کیگئی۔ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ

مَّرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿﴾ یعنی اگر تمکو پرہیزگاری منظور ہے تو دیکر یا
نرکیوں صرف قول معروف پر عمل کرو تاکہ کبھی کے دباؤ سے سچی بات کے کہنے میں
فرق نہ آجاوے۔ اس ہدایت سے یہ بھی مقصود تھا کہ روایت اور اشاعت
قرآن مبین کوئی گڑبڑ نہ ہوجاوے۔ اور اس دباؤ کو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی بی بیوں سے یہاں تک دور کر دیا کہ انکو امہات المومنین بنا دیا۔ اور
کہدیا کہ وَلَا تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۔ اور نہ نکاح کرو اونکی عورتوں سے
اونکے پیچھے کبھی الخ کیونکہ جب یہ سلسلہ نکاح کر لینے کا بعد وفات نبی کی
باقی رہتا تو یہ لازمی امر تھا کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسرے مردوں کی
حکومت قائم ہوتی اور ممکن تھا کہ وہ اس شوہر کے دباؤ سے اپنی مرضی پاکر کسی آیت
یا حدیث کی روایت میں گڑبڑ کر دیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے نبی کی بیبیوں سے
اس شوہر کے دباؤ جس سے روایت میں فرق آنا ممکن تھا اٹھا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ
نے طرح طرح سے جانچ اور پڑتال کرنے کے بعد انہیں بی بیوں کو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے مکانات میں رہنے دیا۔ اور نبی پاک کو کہدیا کہ حلال نہیں تمکو اور عورتیں
اس پیچھے یعنی ان عورتوں کے ہوتے ہوئے یا انکے وفات پا جانے کے بعد
تم اور عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے جبتک تم زندہ ہو یہی موجودہ بی بیاں
کافی ہیں کیونکہ ان بی بیوں کا ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محض دنیاوی
عیش و عشرت کی غرض سے نہ تھا۔ بلکہ خدائے تعالیٰ کو انکے ذریعہ سے اشاعت
اسلام منظور تھی۔ سب سے بڑا سبب یہ کہ قرآن پاک میں ایسی بہت سی آیات بعض کسی کی
خاطر اور طرفداری کی غرض سے نازل ہوتی ہیں یہ سب اشاعت کتاب اللہ
کا سلسلہ ہے کیونکہ ان بی بیوں سے جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی
میں لینا منظور رکھا۔ اور جنکی وہ اہل تھیں اونہیں کے مناسب حال خداوند
تعالیٰ نے انکا مرتبہ بڑھا دیا ہے اور آخر میں یہ کہدیا کہ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ
وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ

وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۞ اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھاتی نہ پھرو جیسی دکھاتا دستور تھا پہلے وقت نادانی کے اور کھڑی رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ اور اس کے رسولؐ کی۔ یہ حکم بھی صاف ہے۔ کہ اے نبیؐ کی بیبیوں تم اپنے گھروں میں رہنا اور جاہلیت کے زمانہ میں جو منہ کھولے پھرا کرتی تھیں اوس طرح سے تم نہ پھرنا۔ ہاں ضرورت کے لحاظ سے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ اگر کہیں جانے کی ضرورت پڑے تو اپنی چادر منہ پر ڈالکر جس میں کوئی پہچانتے نہیں جا سکتی ہو۔ اور نماز ادا کرو زکوٰۃ دینے اور اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت میں رہنے کا حکم دینے کے بعد ارشاد فرمایا گیا کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۞ اب اس آیت مبارک میں بتا دیا گیا کہ اے نبیؐ کی بیبیو! تم کو جو ہم نے مذکورہ بالا افعال پر چلایا ہے اور جو کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔ چونکہ اوسکا عملدرآمد ہمارے قانون میں اسطرح مقرر ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ یعنی نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو پس تمہارا رجس بھی ان نیکیوں کی وجہ سے دور ہوتا رہیگا۔ آخر کار خدائے تعالیٰ تمکو ہر رجس سے پاک و صاف کر دیگا۔

مولانا! یہ وہی آیت ہے جسکا نزول بیت ام سلمہؓ میں ہوا تھا اور یہ بی بی ام سلمہؓ ہی کی روایت ہے جس سے اہلبیت کے معنی میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ اب ان تمام واقعات کے ہوتے ہوئے خدا کی مرضی کا پتہ بخوبی چل سکتا ہے کہ اگر حضرت فاطمہ علی حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسمیں داخل ہوتے تو علاوہ بی بیوں کے خطاب کے اون کو بھی مخاطب بنایا جاتا۔ اور جسطرح بی بیوں کی اصلاح فرمائی گئی تھی اللہ تعالیٰ اونکی بھی اصلاح فرماتا۔ تیسرے یہ کہ تمام پردہ کی

مار اور ہر نیکی پر دُہرا اجر جیسا کہ ازواج نبیؐ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقرر کیا گیا
جو خاصانِ خدا کیواسطے ایک امتیازی نشان ہے اُسمیں بھی یہ داخل نہیں چوتھی بات یہ ہے
کہ جب یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ کہا گیا تو یقینی طور پر حضرت فاطمہؓ بمقابلہ
ازواج نبی کے دوسرے درجہ کی عورتوں میں شمار فرمائی گئیں۔ اور لفظ نساء اور نساء
النبی کہکر ایک امتیاز قائم کر دیا گیا پھر حضرت فاطمہؓ اُن کے برابر کیونکر ہو سکتی ہیں اور
حضرت علیؓ و امام حسنؓ و حسینؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہم تو کسی طرح بھی ان آیات میں داخل نہیں
ہو سکتے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان حضرات کو اہل بیت میں داخل فرمایا وہ
مجازاً ایک طریقہ اہل بیت میں شامل فرمانے کا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان چاروں حضرات کو اُن کے مکان سے بلوایا اور بی بی ام سلمہؓ کے مکان میں داخل
کرکے جہاں کہ آپ خود بھی تشریف رکھتے تھے (اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ) فرمایا۔ بیت ام سلمہؓ
میں داخل کرنے سے پہلے اہل بیت نہیں کہا۔ اب مقام غور ہے کہ جس بیت میں عارضی
دیر داخل ہونے سے اہل بیت کہلائیں وہ تو آپکے نزدیک حقیقی اہلبیت ہوں اور جو ازواج
دن بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رہیں وہ اہلبیت سے خارج فرمائے جائیں۔ کیا
شرط انصاف یہی ہے اور اسی کا نام قرآن فہمی ہے۔ جناب جن روایتوں کو آپ نے
تحریر فرمایا ہے وغیرہ سے جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت ہمارا ہر طرح ایمان
ہے۔ اور یہی ہمارا مسلک ہے کہ (اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن ٭ پس حدیث
مصطفےٰ بر جان مسلم داشتن) اسکے علاوہ جس قدر بزرگان دین کے اقوال آپنے پیش
کئے۔ یا آئندہ پیش کریں وہ میرے لئے حجت نہیں کیونکہ اسلام میں دو مفہوم ہیں ایک روایت
اور ایک درایت۔ سچے راویوں کی روایت تو ہر طرح مقبول ہے لیکن درایت جو انسان کا
اپنا فہم ہوتا ہے اس میں احتمال غلطی کا بھی ہے وہ شریعت میں حجت نہیں اسلئے اہل سنت کے علماء
میں سے یا صحابہ میں سے حدیث و قرآن کی موجودگی میں کسی کا یہ کہنا کہ اس آیت میں
مراد اہلبیت سے علیؓ و امام حسن و حسین و فاطمہ رضی اللہ عنہم ہیں قابل پذیرائی نہیں ہے
لیکن انس بن مالک کی ایک حدیث جو آنجناب نے تحریر فرمائی ہے وہ بیشک ماننے کے

قابل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ جب آپ صبح کو نماز فجر کیلئے نکلتے اور
دروازہ پر حضرت فاطمہ کی گذرتے تو نماز کو بلاتے اور پڑھتے (اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ
الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) اب اس روایت مذکورہ بالا سے بھی میری
بیان کی ہر طرح تائید ہوتی ہے آپ نے اس روایت میں غور فرمایا نہ بی بی ام سلمہ کی روایت میں
حالانکہ معاملہ صرف اتنا ہی تھا جسکو میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ نزول آیت کے بعد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا دعا مانگنا اسی امر پر مبنی تھا کہ شاید اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی نجاست سے پاک کرے
اسواسطے آپ نے انکی پاک ہونے کی دعا فرمائی اور بیت ام سلمہ میں بلا کر انکی نسبت ھٰؤلاء
أَهْلُ بَيْتِي فرمایا پس اسی کو یہ سمجھ سکتی ہیں کہ چھ ماہ تک بیت فاطمہ پر جا کر نماز کے لئے بلانا
اسی امر پر مبنی تھا کہ ازواج نبی کا رجس دور کرنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اتنے کام بتلائے ہیں کہ
وہ حیاۃ الدنیا وزینتہا کو چھوڑ دیں اور اللہ اور اس کے رسول کی طاعت کریں اور
(فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ ... وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا) کی عامل ہوں اسکے علاوہ (وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ
وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ) پر عامل ہوں تب
(إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ) فرمانے کی وجہ انکا رجس دور ہوگا -
لیکن یہ چار دیگر اہلبیت جنکو ام سلمہ کے گھر میں داخل کر کے اہلبیت فرمایا منجملہ ان تمام باتوں
کے جو ازواج نبی کے لئے مخصوص کی گئی تھیں نماز ایک ایسا فعل تھا جو انہیں سب پر [illegible]
آپ نے حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین رضوان اللہ علیہم کو نماز سے رجس دور ہونے کی
کوشش فرمائی اور آپ لگاتار چھ مہینہ تک اسی کوشش میں رہے کہ میرے ان اہلبیت کا
رجس بھی دور ہو جاوے پس اس روایت اور پہلی روایت کا مضمون بالکل صاف تھا
آپنے صرف اسپر غور نکرنے سے اسقدر اوراق سیاہ کئے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ انکی رجس دور ہونیکا
وعدہ ہی فرمالیا تو نبی پاک کو چھ ماہ متواتر اس کوشش کی کیا ضرورت تھی اور نہ بار بار
اس دعا مانگنے کی حاجت ہوتی کہ اے خدا یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے نجاست دور کر دے اور
پاک کر دے لیکن ان تمام روایات پر نظر ڈالنے کے بعد آپکو معلوم ہو سکتا ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی ازواج مطہرات حسب ارشاد خداوندی رجس سے پاک ہو چکے تھے

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اُن کے لئے دعا نہیں مانگی اسکا سبب یہ ہی
ہے۔ کہ وہ لوگ پروردگار عالم سے اُس خیر کو حاصل کر چکے تھے جسکی لوگ تمنا کرتے تھے
اور دعا مانگتے ہیں (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ) اور
جو اس انعام میں شامل نہ تھے بیشک اُن کے لئے دعا مانگی گئی اور چھ ماہ متواتر نماز کی تاکید
فرما کر جس طور کر انکی کوشش کیگئی مگر اس دعا اور کوشش کے بعد خداوند تعالی کیطرف سے
کوئی آیت قبولیت کی میری نظر سے نہیں گذری - اب آپ کا اسکے جواب میں یہ کہدینا کہ
یہ دعا ہی نہیں اور پھر ارشاد فرمانا کہ جب اللہ تعالی کی مرضی کے موافق دعا کیگئی تو ظاہر
اور بدظاہر ہے کہ یقیناً قبول ہوئی - قبولیت کے ثبوت کی ضرورت نہیں - واہ سید صاحب
یہ سینہ زوری اور دعوٰی حق پسندی اور کچھ اسی پر منحصر نہیں آپکو تو یہ ہی معلوم نہیں کہ میں
پہلے کیا لکھ چکا ہوں - اور اب کیا لکھ رہا ہوں چنانچہ جب میں نے یہ ثابت کر دیا کہ ازواج
نبی معہ نبی پاک صلی اللہ علیہ سلم اہلبیت ہیں جسطرح حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بی بی
سارہ کیواسطے اہلبیت کا لفظ کہا گیا ہے تو آپ کا اُس کی تحقیقی جواب سے عاجز آ کر
یہ فرما دینا کہ خدا نے یہ لفظ استعمال نہیں کیا - بلکہ خدا کے فرشتہ نے استعمال کیا ہے
تو کیا یہ کہدینا کسی اہل نظر کی نظر میں کچھ وقعت رکھتا ہے ہرگز نہیں کیونکہ جب خداوند
تعالی اُس فرشتہ کو اپنا پیغمبر فرمادے اور کہے کہ (وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ)
پھر آپ اُس عبارت کو فرشتہ کی طرف نسبت کریں - کسقدر دلیری اور بیباقی ہے
اور اتنا بھی خیال نہیں فرماتے کہ جب اُس فرشتہ نے بغیر حکم خدا یہ فقرہ اپنی طرف
سے کہا تھا تو اب جبکہ قرآن مجید ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تو اُس
فرشتہ کے کہے ہوئے فقرہ کا اعادہ کس غرض سے کیا گیا بی بی سارہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
اہلبیت ہونے اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہونیکی تائید میں یا تردید میں اگر تائید میں ہے
تو چشم ما روشن دل ما شاد فھو المراد اور اگر تردید میں ہے تو خدا نے اسکو کہکر کن الفاظ میں
اسکی تردید بیان فرمائی ہے جس سے ہم دونوں کو اہلبیت میں شمار کرنا چھوڑ دیں چنانچہ ان
اگر آپکا یہ ہی عقیدہ تھا کہ خدا نے یہ لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ خدا کے فرشتہ نے استعمال کیا ہے

تو آپ نے اپنے پہلے مضمون میں کیوں لکھا تھا کہ قرآن پاک میں اہلبیت کا لفظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
بیبی کے لئے آچکا ہے اور اب اسکا انکار ہے اور اسی طرح سے جب جناب آیۂ تطہیر کی تفسیر سے عاجز ہوئے تو
آخر کار یہ کہتے بن پڑی کہ آیت تطہیر جہاں لکھی ہے وہ نہیں ہے جہاں موجودہ قرآن مجید میں اسوقت رکھی ہوئی ہے
موجودہ قرآن پاک کی آیتوں کا بے ترتیب ہونا اظہر من الشمس ہے مسند امام احمد بن حنبل ملاحظہ فرمائیے اس سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب سے اول سورۂ مدثر نازل ہوا ہے موجودہ قرآن مجید کی زیارت کیجئے تو اسکو انتیسویں
پارہ میں پائیگا۔ جناب سید صاحب اگر یہی معلومات اور وسعت نظری رہی تو خدا حافظ ہے کار طفلاں تمام خواہد شد
اعتراض تو یہ ہے کہ قرآن پاک کی آیات بے ترتیب ہیں اور ثبوت یہ ہے کہ سورۂ مدثر پہلے نازل
ہوا ہے اور اب وہ انتیسویں پارہ میں ہے۔ جناب کو لازم تھا کہ پہلے سورتوں اور آیتوں کا فرق پہچانتے
اس کے بعد صحیح روایتوں سے اس آیت تطہیر کو جہاں کی تھی وہاں قائم فرماتے اور اسکو نظر دیکر
ہماری غلطی ثابت کرتے مگر آپ ایسا کیوں کرنے لگے آپکی بلا سے چاہیے قرآن پاک خدا کی کتاب رہے مگر جو
مسلک آپ نے اختیار کیا ہے وہ قائم رہے لیکن یاد رکھیے کہ خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا
لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کوئی معمولی بات نہیں آپ سے پہلے بہتوں نے اسکو غیر محفوظ ثابت کرنیکی کوشش کی
لیکن دنیا نے مان لیا کہ قرآن ابتک وہی قرآن ہے اور اہلبیت بھی وہی اہلبیت ہیں جنکی بابت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی اب آپکا کتاب اللہ میں فرق
نکالنا کہ اسکی آیات بے ترتیب ہیں اور کتاب اللہ کے ساتھ بیت رسول اللہ کے راویوں کو اہلبیت سے
خارج کرنا ہر آئینہ آپکی جرأت اور دلیری ہے ورنہ کوئی سمجھدار جو قرآن و حدیث پر تھوڑا بھی
تدبر رکھتا ہو ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتا کہ آیات قرآن بے ترتیب ہیں اور ازواج نبی حقیقی اہلبیت سے خارج ہیں آپکا بعض
آیۂ مباہلہ سے استدلال فرمانا اور باوجود اس کے یہ نہ دیکھنا کہ آپکی تمام کوشش کا حاصل صرف یہ ہی ہے کہ حضرت علی
فاطمہ حسن حسین رضی اللہ عنہم اہلبیت ہیں بیشک صحیح ہے لیکن یہ فرمانا کہ یہ ہی ہیں اور ازواج نبی قطعاً نہیں غلط
ہے اسلئے کہ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علی فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اہلبیت تھے۔ کیونکہ جب یہ ارشاد ہوا کہ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا
وَاَنْفُسَكُمْ یعنی آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی لڑکیاں اور تمہاری لڑکیاں اور اپنی جان اور تمہاری جان
پس یہ ایک ثنا ثابت ہے کہ لفظ ندع جو جمع متکلم ہے بموجب اسکی ارشاد باری ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر
مومنین دہری مباہلہ کیلئے جا سکتے اپنے بیٹے اور اپنی بیٹیاں اور اپنی جانیں لیجائیں چنانچہ حضرت علی اپنی جگہ

فاطمہ رضؓ کو ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیچلے اور انہیں کی ہمراہ حضرت علی کے دونوں بیٹے تھے جو ابناءنا ونساءنا کی پوری پوری تعمیل تھی اور انفسنا سے بیّن طور پر رشتہ دار مراد ہیں اب باوجود اسقدر سمجھانے کے نساء کے معنے میں آپکا خواہ مخواہ جھگڑا ڈالنا اور اتنا طول مضمون لکھنے کی کوئی توجیہ قابل نہیں تھا جبکہ آپ یہ بھی تحریر فرما چکے تھے کہ قرآن مجید میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنے آئے ہیں موقع اور محل حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے نساء کا لفظ زیادہ تر عورت کیلئے استعمال کیا گیا ہے اور لڑکی کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ اب جبکہ آپکے نزدیک دونوں معنی صحیح ہیں تو وہ معنی جو حدیث سے ثابت ہیں انہیں کا لینا ضروری تھا۔ چنانچہ جو حدیث جناب والا نے اس بارہ میں پیش فرمائی ہے کہ حضرت رسول حضرت علی فاطمہ حسن حسین رضی اللہ عنہم کو مباہلہ کیلئے ہمراہ لائے تھے بیشک صحیح ہے لیکن آپکا یہ فرمانا کہ انکے علاوہ نہ کوئی اور مومن آیا نہ اپنے لڑکے لڑکیوں کو لایا سید صاحبا! اس تھوڑی سی معلومات پر اتنے بڑے بڑے دعوے۔ مجھکو تو آپ یہ فہمائش کریں کہ کتابوں کو نہیں دیکھتے اور خود بدولت کی یہ کیفیت کہ پہلی مرتبہ کے مضمون میں لکھ مارا کہ حضرت رسول نے چادر میں داخل ہونے سے منع کیوں فرمایا جبکہ ام سلمہ کو چادر میں لیلیتے تو تذکرہ ہو جاتا الخ حالانکہ مسند احمد بن حنبل میں حدیث موجود تھی کہ جسوقت ام سلمہ رضؓ نے کہا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا میں آپکی اہلبیت نہیں ہوں آپ نے فرمایا کہ ہاں ہے پس داخل ہو جا چادر میں ام سلمہ کہتی ہیں میں داخل ہو گئی چادر میں اسکے بعد جناب نے تذکرہ کا مطالعہ چھوڑکر دوسرا رنگ اختیار کیا کہ مباہلہ کیوقت حضرت علی فاطمہ حسن وحسین تشریف لیگئے تھے انکے علاوہ نہ کوئی اور مومن آیا نہ اپنے لڑکے لڑکیوں کو لایا حالانکہ جعفر بن محمد عن ابیہ سے یوں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی معہ اپنی اولاد کے آئے رواہ ابن عساکر جبکہ یہ امر ثابت ہے کہ یہ سب مع اصحاب نبی مباہلہ کیلئے تشریف لیگئے تو ندع ابناءنا جو جمع متکلم مع الغیر ہے اسمیں حکم الٰہی یہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مومنین دونوں تشریف لیجائیں اور دوسری جانب گروہ مخالف اور یہ لوگ اپنے بیٹے بیٹیاں جو آپسمیں ایک دوسرے کے رشتہ دار ہوں مباہلہ کیلئے لیجائیں چنانچہ اسطرف سے ابناءنا کی تعمیل میں امام حسن وحسین تشریف لیگئے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے اور نساءنا کے معنی اپنے بھی عورت اور لڑکی کے آئے ہیں اسموقع پر اگر وہ معنی حدیث سے ثابت ہوں لئے جائیں تو معلوم ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے حضرت فاطمہ تشریف لے گئیں اور اگر نساء کے معنے عورت کے لئے جائیں تو حضرت علی کیطرف سے حضرت فاطمہ جو حضرت علی کی بیوی تھیں تشریف لیگئیں گویا ان دونوں معنوں میں سے کسی کے لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اہلبیت کی بحث میں آیہ مباہلہ کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر آپ نساء کے معنی لڑکی لیں تو حضرت فاطمہ اور اگر نساء کے معنے عورت لیں تو حضرت فاطمہ لیکن قرینہ نہ اچھا ہے

کہ اس مباہلہ میں ہر ایک شخص اپنی طرف سے اپنی اپنی اولاد کو لایا تھا اور زمانہ قدیم سے اسوقت
تک تمام دنیا میں یہ ہی دستور جاری ہے کہ قسم کھانیکی یا مباہلہ کیوقت اپنی اولاد کو لاتے اس
بات کو تو آپ بھی روزمرہ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص اپنی سچائی ظاہر کرنیکے لئے اپنے مقابل کے روبرو
اپنے بچہ کا بازو پکڑ کر قسم کھاتا ہے اور عدالتوں میں بھی یہ ہی دستور جاری ہے اور یہ ہی کہتے
ہیں کہ میں اس امر میں سچا ہوں مسجد میں کھڑا ہو کر اپنے بیٹے کا بازو پکڑ سکتا ہوں لیکن یہ کبھی نہیں دیکھا گیا
کہ کسی نے عدالتوں یا مسجد میں اپنی جورو کو لا کر ہاتھ پکڑ کر قسم کھائی ہو پس دنیا میں جو طریقہ مباہلہ کا مستعمل تھا
اسی کے مطابق پروردگار عالم نے اتمام حجت کیلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معہ دیگر مومنین روانہ کیا چنانچہ وہ
حدیث جو ابن عساکر کی ہم نے لکھی ہے وہ بھی اس امر کی تائید میں ہے کہ وقت مباہلہ کی چاروں خلفاء مع اپنی اولاد کے
تشریف لائے اسکے بعد آپکا یہ اعتراض کہ اگر نساء النبی نبی کی اہلبیت ہیں تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
بجائے اپنی نساء کے حضرت فاطمہؓ کو کیوں لائے اور ازواج کو کیوں چھوڑ دیا۔ جناب من خدا تعالیٰ نے آپ کے
اس اعتراض کا جواب پہلے ہی دیدیا تھا کہ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ یعنی لفظ نساء اور نساء النبی
میں ایک امتیازی نشان مقرر کر دیا کیونکہ لفظ نساء میں جب دیگر مومنین کی عورتیں شامل کیجاتیں تو
نساء اور نساء النبی میں کوئی امتیاز باقی نہ رہتا اور بلاغت قرآن کی خوبی خاک میں ملجاتی پس آیہ مباہلہ
میں ماسوائے نساء کے نساء النبی طلب کیجاتیں تو بلاشبہ ازواج بھی ضرور تشریف لیجاتیں یہ اعتراض جو
جناب فرما رہے ہیں یہ خود آپ ہی پر وارد ہوتا ہے کیونکہ آپ نساء کے معنے اس موقع پر عورت کے لیتے
ہیں اور ہم نساء کے معنے اسوقت لڑکی کے لیتے ہیں پس آپ خود فرما سکتے ہیں کہ اس اعتراض کا جوابدہ
کون ہے جیسا کہ جناب نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بجائے اپنی نساء کے فاطمہ کو
کیوں لائے اور ازواج کو کیوں چھوڑ دیا پس اس تمام تحریر سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا اپنی ازواج کو نہ لیجانا اور اپنی طرف سے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا لیجانا اس بات کو صاف صاف
ظاہر کرتا ہے کہ نساء کے معنے لڑکی ہی کے ہیں اور کوئی حدیث اسکے خلاف نہیں۔ خلاصہ آپکے
تمام اعتراضات کا تو یہی تھا جسکا جواب آپکو دیا گیا۔ باقی بیکار باتیں ہیں جنکا کہ جواب دیا جاوے
تو سوائے تضیع اوقات کے کوئی نفع نہیں ہے۔ ابتو جاتے ہیں مکہ سے مدینہ پھر ملینگے اگر خدا لایا۔ فقط

خاکسار ڈاکٹر اشرف خان۔ ۱۵۹۱۶
۲۵ ۹/۱۸
علی گڑھ

کتبخانہ ثنائی امرتسر کی مشہور معروف و فروختنی کتابوں کی فہرست

اجتہاد و تقلید ۔ اس کتاب میں اجتہاد و تقلید پر عالمانہ بحث کیگئی ہے قابل دید ۴/

القرآن العظیم ۔ قرآن مجید کے الہامی ہونیکا ثبوت ۔ قیمت ۲/

الہام ۔ الہام کی تشریح اور آریوں کا رد ۱/

دلیل الفرقان بجواب اہل القرآن
مولوی عبداللہ چکڑالوی اہل القرآن کے مفصل رسالہ متعلقہ نماز کا مکمل جواب ۔ ۳/

خلافت محمدیہ ۔ جسمیں مسئلہ خلافت خلفا اور مسئلہ وراثت انبیاء (علیہم السلام) کو احسن طریق سے بیان کیا گیا ہے ۔ ۴/

حق پرکاش ۔ ستیارتھ پرکاش متعلقہ اسلام کا مکمل جواب ۔ ۸/

تبر اسلام ۔ مہاشہ دھرمپال آریہ کے رسالہ نخل اسلام کا جواب قابل دید ۵/

تہذیب ۔ ہندوں کے عرائض ۱۰/

جہاد وید ۔ وید اور دیگر آریوں کی کتابوں سے جہاد کا ثبوت دیا گیا ہے ۳/

خصائل النبی ۔ شمائل ترمذی کا بامحاورہ اردو ترجمہ ۱۰/

ادب العرب ۔ صرف و نحو عربی کو ایسی آسان طرز سے لکھدیا ہے کہ اردو خوان بلا امداد استاد مطلب سمجھ لے اور کامیاب ہوسکے ۔ نامی گرامی علماء نے پسند فرمایا ہے ۔ ۴/

اہلحدیث کا مذہب ۔ فرقہ اہلحدیث یعنی موحدین کے مسلمہ مسائل کا بیان ۔ ۵/

السلام علیکم ۔ اسلامی سلام کے احکام قیمت صرف ۱/

میل ملاپ ۔ اتفاق کا سبق دینے والا رسالہ ۔ ۳/

اسلامی تاریخ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات مبارکہ ۔ بچوں کے لئے بہت مفید ۔ ۳/

کلمہ طیبہ ۔ اس رسالہ میں کلمہ شریف
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کی تفصیل اور تشریح بڑے لطیف پیرایہ میں کیگئی ہے ۲/

حدیث نبوی اور تقلید شخصی
دونوں مضامین پر بحث ۱/

سوامی دیانند کا علم و عقل ۲/